ستمبر - اکتوبر ۸۹

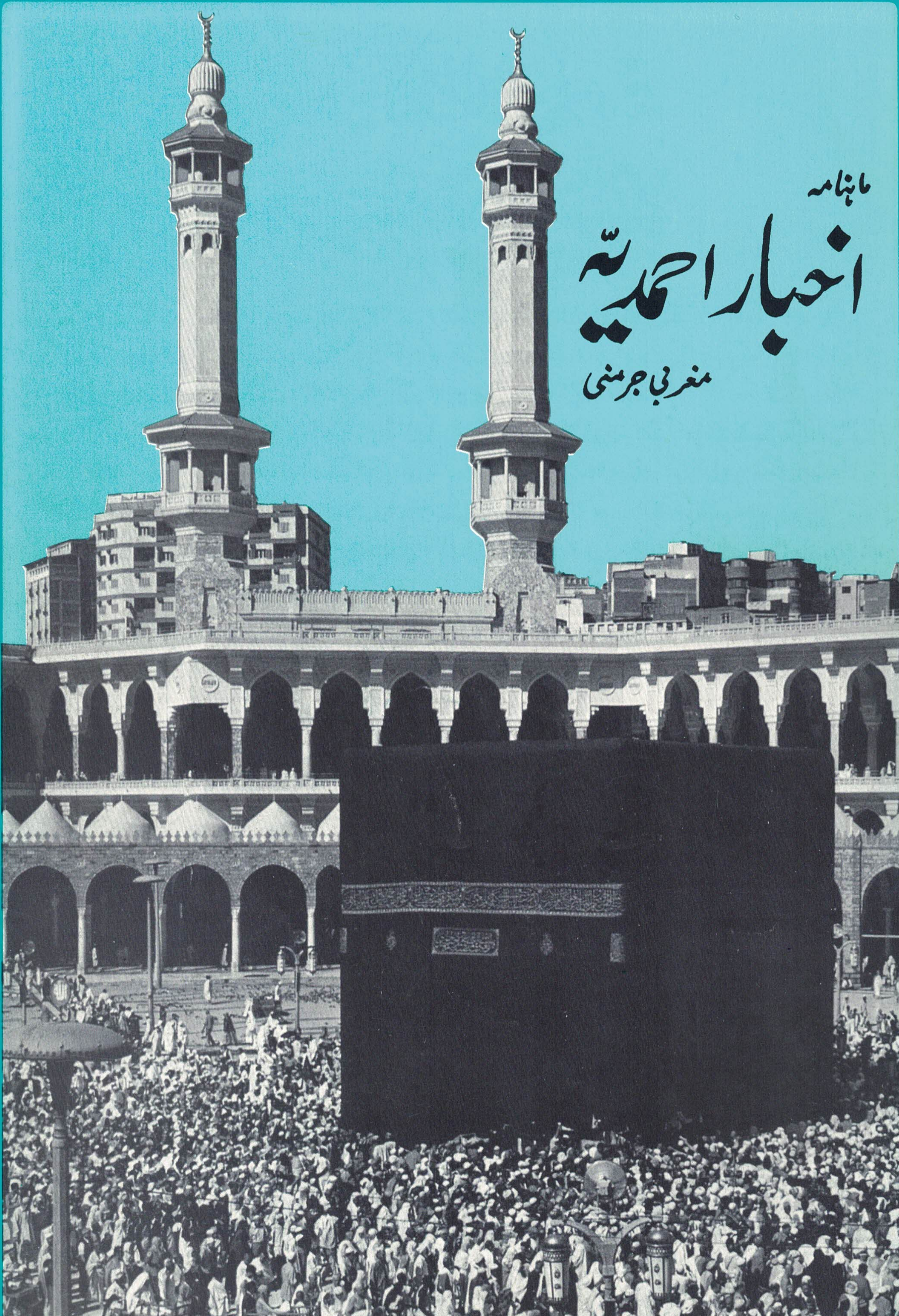

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

مغربی جرمنی

شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

تحریر فرمودہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اوّل :- بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم :- یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم :- یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نمازِ تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔

چہارم :- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم :- یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا، اور بہر حال راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم :- یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا وہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا، اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم :- یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم :- یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم :- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم :- یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیلِ تبلیغ، ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء)

○ ○

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ حضور اقدس علیہ السلام کی ان شرائطِ بیعت کو خود بھی بار بار پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(بشارت احمد سیکرٹری تربیت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

مغربی جرمنی

تبوک - اخاء ۱۳۶۸ ہش

ستمبر - اکتوبر ۱۹۸۹ء

نگران : عطاء اللہ کلیم
ایڈیٹر : مغفور احمد
کتابت : وسیم احمد

فہرستِ مضامین

ارشاداتِ نبویؐ
اپنی جماعت کو نصائح
سیرت آنحضرت صلعم
سیرت حضرت مسیح موعودؑ
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات
احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے
مگر وہ نام لیتے ہیں خدا کا اس زمانے میں
یادِ رفتگان
یہ درد رہے گا بن کے دوا
باب الاستفسار
منظومات
اے دیس سے آنے والا بتا
وہ موج ہے اب گلشن گلشن

اِس کے علاوہ اور بہت کچھ۔

ایک اور المناک شہادت

لندن سے آمدہ اطلاع کے مطابق مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۹ء کو دوپہر ایک بجے نواب شاہ (سندھ) پاکستان میں ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کو شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ڈاکٹر صاحب حسبِ معمول اپنے کلینک میں مریض دیکھ رہے تھے کہ دو تین آدمی وہاں آئے اور ان سے فوری طور پر گھر پر ایک مریض دیکھنے کی درخواست کی۔ جیسے ہی ڈاکٹر صاحب کلینک سے باہر آئے انہیں فائر کر کے شہید کر دیا گیا۔

جیسا کہ احباب کو علم ہوگا ڈاکٹر قدوس صاحب کے بھائی ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو بھی اسی سال ۲ اگست کو ان کے کلینک میں شہید کر دیا گیا تھا۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

● حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دور وہ ہوں گے جو ثرثار یعنی منہ پھٹ، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے ہیں۔ متشدق یعنی منہ پھلا پھلا کر باتیں کرنے والے اور متفیہق یعنی لوگوں پر تکبّر جتلانے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ثرثار اور متشدق کے معنے تو ہم جانتے ہیں متفیہق کسے کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا متفیہق متکبرانہ باتیں کرنے والے کو کہتے ہیں۔ (ترمذی)

● حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، بے رُخی اور بے تعلقی اختیار نہ کرو۔ باہمی تعلقات نہ توڑو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس سے قطع تعلق رکھے۔

● حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے، یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(بخاری)

● حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے ضرور بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا لاحول پڑھا کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکیوں کے کرنے کی قوت۔

● حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ثابت بن قیس کو نہ پایا اور پوچھا کہ وہ کہاں ہے اس پر ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اس کا پتہ لے کر آتا ہوں چنانچہ وہ ثابت کے پاس آیا اور اسے اس حالت میں دیکھا کہ سر جھکائے غمگین بیٹھا ہے۔ اس نے ثابت سے پوچھا تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ اس نے جواب دیا بہت بری ہے، میری آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہے اور قرآن کریم میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ رسول کی آواز سے ______ اپنی آواز بلند نہ کرو۔ مجھ سے تو اس کی خلاف ورزی ہوتی رہی ہے لہٰذا میں دوزخی ہو گیا اور اسی غم میں گھر بیٹھ گیا ہوں۔ اس آدمی نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حالات بتائے کہ ثابت یہ کہتا ہے۔ حضورؐ کے ارشاد پر وہ شخص دوبارہ ثابت کے پاس گیا اور اسے یہ عظیم بشارت جا کر دی کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اے ثابت! تو دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہے۔ یہ آیت تو ان لوگوں کے بارہ میں ہے جو بری نیت سے اور بے ادبی سے آنحضرتؐ کے سامنے چیخ کر بولتے ہیں۔

● حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " میں اپنے بندے سے اس کے اس حسن ظن کے مطابق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔ جہاں بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں"۔

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا خوش وہ شخص بھی نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" جو شخص مجھ سے بالشت بھر بھی قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں"۔ (مسلم)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی اپنی جماعت کو نصائح

اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں، اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں، سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہریک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہریک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو

اپنے دلوں کو ہردم ٹٹولتے رہو

اور جیسا پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر یک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔

بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر، عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ، اور دنیا سے دل برداشتہ رہو، اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی، اور ہر رات تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم

یہ مضمون مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف کی کتاب "حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم" سے ماخوذ ہے۔

سیرت نگاروں نے حضور کی زندگی کے ہر پہلو پر قلم اٹھایا سیرت کے ہر رخ کو اجاگر کیا۔ تاہم کتاب کا اختصار مجھے اس وسعت کی اجازت نہیں دیتا۔ صرف چند پہلو ہی عرض کرسکوں گا۔ اور اگر ایک فقرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سمونا مقصود ہو تو سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا وہ فقرہ کافی ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا :

حضور کی سیرت قرآن ہے

وہ مجسم قرآن تھے کیونکہ قرآن خدا کا کلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اس کلام کی تفسیر، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا، محمد رسول اللہ تمہارے لیئے کامل نمونہ ہیں۔ حضرت عائشہؓ حضورؐ کی سیرت بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں :

"کسی کو بُرا بھلا کہنا آپؐ کی عادت نہ تھی۔ برائی کے بدلہ میں کسی سے برائی نہ کرتے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی سے انتقام نہ لیا۔ تاہم اگر کوئی احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کرتا تو سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ بعض اوقات حدّ جاری فرماتے۔ درگذر اور معاف بھی فرما دیتے۔ آپنے کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی۔ آپنے کبھی کسی غلام یا لونڈی یا کسی عورت حتّٰی کہ جانور پر بھی ہاتھ نہ اٹھایا تھا۔ کبھی کسی کی درخواست ردّ نہیں کی۔ گھر میں تشریف لاتے تو خنداں اور متبسّم چہرہ سے۔"

تعبّد و زُہد

کسی بھی مذہبی شخصیت کے لیئے عبادت اور زہد ایک اہم معیار ہے۔ عبادت یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا خدا سے کیا تعلق تھا۔ اسے خدا سے کتنا اور کیسا پیار تھا۔ خدا کی یاد اس کے دل میں کیسی تھی' اس کے شب و روز اور اس کی حرکت و سکون میں کتنی للّٰہیت تھی۔ اگر ایک شخص مذہبی رہنمائی کا مدعی ہے لیکن خدا کا ذکر کبھی اس کے لب پر نہیں آیا۔ اس کا سارا پیار دنیا سے ہے۔ اور ساری قوت اور صلاحیت اس کی دنیا کے لیئے ہی صرف ہوتی ہے تو وہ شخص مذہبی رہنمائی تو رہی ایک طرف "خدا والا" بھی نہیں کہلا سکتا۔ عبادت کا جو طریق' تصور اور ضابطہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا وہ سب سے نرالا ہے اور جس طریق پر آپؐ نے خدا کی عبادت کی وہ یہ واضح کرتا ہے کہ آپؐ کی ساری زندگی خدا کے لیئے تھی اور آپ کی زندگی میں خدا ہی خدا تھا

اللہ تعالیٰ سے عشق

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت خدا سے تھی' اس بات کی شہادت تو آپؐ ـــــ کے اشد مخالفین نے بھی دی' انہوں نے کہا، عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ کہ محمدؐ اپنے رب کا عاشق ہے۔

اس ذات احدیت کے لیئے آپنے کیا کیا مصائب نہیں جھیلے مختلف انبیاء نے اپنے محبوب حقیقی یعنی خدا کے عشق و محبت میں بہت راگ الاپے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی مناجات کی کوئی مثال نہیں' آپؐ سوتے اور جاگتے، سفر اور حضر، خلوت اور جلوت' آسائش اور تنگی میں خدا ہی کو پکارتے۔

اُحد میں خدا کی عظمت کا نعرہ

... واقعہ جنگِ احد کا ہے۔ حضور زخمی ہو چکے تھے، دشمن نے یہ سمجھ لیا کہ آپؐ شہید ہو چکے ہیں۔ ابوبکرؓ بھی شہید ہو چکے ہیں۔ عمرؓ بھی اس دنیا میں نہیں رہے۔ اب وہ اونچی ٹیکری پر کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے تھے کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ ابوبکرؓ ہیں؟ عمرؓ ہیں؟ حضور نے فرمایا چپ رہو

جواب نہ دو۔ اس پر وہ یہ سمجھا کہ ہمارے جھوٹے خدا غالب آگئے ، اور مسلمانوں کا خدا شکست کھاگیا۔ اور انہوں نے نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبُل ہبل بت کی جے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہ نے عرض کی حضورؐ کیا جواب دیں۔ فرمایا کہو اللّٰہُ اعلیٰ واجلّ۔ اللہ غالب اور بلند ہے۔

خدا کو آپؐ کے سامنے کوئی یہ کہدے کہ وہ مغلوب ہوگیا، خطرہ کی انتہائی حالت میں بھی برداشت نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا "لنا العُزّیٰ ولا عُزّیٰ لکم"۔ ہماری عزی بت ہے اور تمہارے پاس کوئی عزی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جواب دو اور کہو "اللّٰہ مولٰنا ولا مولیٰ لکم" ہمارا کارساز خدا ہے اور تمہارا کارساز کوئی نہیں،

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے نفس سے بڑھ کر آپؐ کو خدا کے لئے غیرت تھی۔ اس سے عشق تھا۔ اس کو بُرا کوئی آپؐ کے سامنے کہے یہ برداشت نہ تھا۔ خانہ کعبہ میں آپؐ کی مناجات اور طویل سجدے بھی اس پر گواہ ہیں۔ ایک دن آپؐ سجدے میں پڑے تھے کہ دشمنوں نے اونٹنی کی بھاری بچہ دانی آپؐ پر لاکر رکھ دی۔ حضورؐ دیر تک سجدے میں پڑے رہے اور اپنے ربّ سے محو راز و نیاز رہے۔ آپؐ کی زندگی کا مطالعہ کرکے ہی دشمن نے یہ خراج تحسین ادا کیا تھا کہ محمدؐ اپنے ربّ پر عاشق ہے اور اپنوں کی شہادت سے اعترافِ عدو زیادہ وزن رکھتا ہے کہ دشمن نے ہر جھوٹ آپؐ کو ناکام کرنے کے لئے بولا تھا۔ انہوں نے ہر صداقت چھپائی تھی سوائے اس کے جسے وہ چھپا نہ سکے اور اس راز کو وہ بھی نہ چھپا سکتے تھے نہ جھٹلا سکتے تھے۔

صحابہ سے شفقت و محبت کا انداز

ایک بار آپؐ بازار تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ کا ایک غریب ساتھی زاہرؓ مزدوری کر رہا تھا، پسینہ سے شرابور۔ حضورؐ نے دبے پاؤں جاکر پیچھے سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس غریب بے کس نے سوچا "مجھ سے کون پیار کرسکتا ہے" پھر خیال آیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں۔ اب جب اس نے یہ دیکھا کہ آقا ایک خادم سے پیار کر رہا ہے تو لگے یہ بھی اپنا جسم حضورؐ سے ملنے۔ کر مہائے تو مارا کرد گستاخ والا معاملہ ہوا کہ مہربان کی مہربانیاں شوخی کا باعث بنیں۔ اب جب راز و نیاز ہونے لگے تو حضورؐ نے فرمایا، بھئی میرا ایک غلام ہے بیچنا چاہتا ہوں، کوئی خریدار ہے۔ زاہرؓ کو اب اپنی حیثیت کا احساس ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ! میرا خریدار کون ہوسکتا ہے۔ اسے اپنی بے بضاعتی کا خیال آیا۔ تو میرے آقا نے فرمایا یہ تو نے کیا کہا، تمہارا خریدار خود عرش کا خدا ہے۔ بتاؤ جو پیار کی کیفیت اس واقعہ میں نظر آتی ہے وہ وہی ہے کہ نہیں جو ماں سے اپنے بچے سے کرتی ہے؟

انسان دوست

حضورؐ کی شفقت ہر طبقہ سے تھی۔ حضورؐ حقیقی معنوں میں انسان دوست تھے۔ آپؐ انسانیت کا احترام کرنے والے تھے۔

مکہ میں کچھ ایسے مسلمان بھی تھے جن کی کسی سے قرابت داری نہ تھی۔ غریب اور بے کس لوگ مسجد نبوی میں رہتے۔ لوگ کھجوروں کے خوشے لاکر لٹکا دیتے۔ کھجوریں پک کر گرتیں، یہ کھا لیتے۔ یہ لوگ اصحابِ صُفّہ کہلاتے تھے۔ درویش قسم کے لوگ تھے۔ ایک دن حضورؐ کے ایک مشہور صحابی ابوہریرہؓ کو جو بھوک نے تنگ کیا تو مسجد کی راہ میں کھڑے ہوگئے۔ ابوبکرؓ کا ادھر سے گزر ہوا تو اس آیت کے معنی پوچھے جس میں غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلانے کی تاکید تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے معنی بتائے اور چل دیئے، لیکن ابوہریرہؓ کا مسئلہ حل نہ ہوا کہ وہ تو اس آیت کی عملی تفسیر چاہتے تھے۔ پھر عمرؓ گزرے ان سے ابوہریرہؓ نے معنی پوچھے وہ بھی ابوہریرہ کا منشاء نہ سمجھے۔ معنی بتائے اور چل دیئے، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ابوہریرہؓ کے آقا اس کے محبوب، اس کے دوست کا گذر ہوا (ابوہریرہؓ حضورؐ کے متعلق میرا دوست کے لفظ بھی استعمال کرتے تھے۔) صاحب بصیرت آقا نے دیکھتے ہی کہا" ابوہریرہ بھوک نے ستایا ہے۔ عرض کی ہاں یارسول اللہ۔ فرمایا آؤ میرے ساتھ، اور ابوہریرہؓ کو ساتھ لے کر گھر کی جانب چل دیئے۔ راستہ میں کسی نے دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ فرمایا ابوہریرہؓ جاؤ اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ، ابوہریرہؓ کہتے ہیں مجھے خیال آیا میں تو رہا بھوکے کا بھوکا، وہ آگئے تو پیالے میں سے مجھے کیا ملے گا۔ لیکن حضور کا حکم تھا" مرتا کیا نہ کرتا" ان کو بلا لایا اب مجھے خیال آیا حضورؐ پہلے مجھے پینے کا ارشاد فرمائیں گے اور میں پیٹ بھرلوں گا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا ابوہریرہؓ ان کو پیالہ دو یہ پیئیں حضورؐ ایک کے بعد دوسرے کو پیالہ دینے کا ارشاد فرماتے اور میں دل ہی دل میں کڑھتا کہ مجھے کیا ملے گا۔ جب سب پی چکے تو شفیق آقا نے پیالہ اپنے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا ابوہریرہؓ لو تم پیئو۔ میں نے سیر ہو کر دودھ پیا اور پیالہ منہ سے ہٹا لیا۔ آپؐ نے فرمایا ابوہریرہؓ اور پیئو میں نے تعمیل ارشاد میں پھر پیا۔ پھر ارشاد ہوا اور پیئو میں نے اور

دودھ پیا اور خوب سیر ہو گیا۔ فرمایا ابوہریرہؓ اور پیو۔ میں نے عرض کی حضورؐ اب تو دودھ میرے ناخنوں سے بہنے والا ہے اس کے بعد حضور نے اس پیالہ سے خود دودھ نوش فرمایا۔ اس واقعہ میں پیار کا جو انداز ہے وہ وہی ہے کہ جو ماں بیٹے سے اختیار کرتی ہے۔

کہاں یمن کے دوس قبیلہ کا ابوہریرۃ اور مسجد میں فروکش درویش جس کا مدینہ میں کوئی بھی رشتہ دار نہیں لیکن محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اور شفقت اس سے وہی تھا جو ماں باپ اپنی اولاد سے رکھتے ہیں۔

دشمنوں سے حسنِ سلوک

اپنوں سے حسنِ سلوک چنداں مشکل نہیں، لیکن جن سے اذیت پہنچی ہوئی ہو، جنہوں نے دِل دکھایا ہو۔ جنہوں نے چرکے لگائے ہوں ان سے حسنِ سلوک کوئی آسان امر نہیں ہے۔ اس کے لئے دل گردے کی ضرورت ہے، حوصلہ کی ضرورت ہے۔ خدا کے نیک بندے دوستوں اور دشمنوں سے حسن سلوک کسی معاوضہ کی نیت سے نہیں کرتے وہ تو اس لئے ان سے حسن سلوک کرتے ہیں کہ یہ ان کے پروردگار کی مخلوق اور عیال ہے، وہ بدی کے بالمقابل نیکی کرتے ہیں وہ سختی کا جواب نرمی سے دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے اخلاق اور نیک سلوک ان کا دل موہ لیتا ہے۔ وہ دشمن فدائی بن جاتے ہیں۔ بیگانے اپنے ہو جاتے ہیں، خون کے پیاسے جان چھڑکنے لگتے ہیں۔

دشمنوں کیلئے عفوِ عام اور دعا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ کو معاف کر دیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو معاف کر دیا۔ زہر دینے والی خیبر کی یہودیہ کو معاف کر دیا جنگل میں قتل کا ارادہ کرنے والے دعثور سے بھی درگزر فرمایا۔ سر کاٹنے کے ارادہ سے تعاقب کرنے والے سراقہ کو بھی لکھ کر امان دی۔

مکہ میں مخالفین نے باہم معاہدہ کے ذریعہ آپؐ کا کھانا پینا بند کیا آپؐ شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے ڈھائی سال تک یہ ظلم مکہ والوں نے جاری رکھا۔ بچوں کو بلکتا سن کر ان کے دل نہ پسیجتے۔ لیکن جب خدائے قہار نے انہیں قحط سے پکڑا تو ابوسفیان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے۔ "محمدؐ تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا کرو یہ مصیبت دور ہو جائے"۔ اور رحمتِ مجسم نے فوراً اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور خدائے محمدؐ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سن لی اور قریش کو اس مصیبت سے نجات دی۔

دشمن کو پانی سے نہ روکو: بدر کے میدان میں دشمن پہلے پہنچتا ہے، وہ جنگی نقطہ نگاہ سے بہتر جگہ پر ڈیرے ڈال دیتا ہے پانی کے چشمہ پر مسلمان پڑاؤ ڈالتے ہیں۔ خشک چشمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور توجہ سے پانی ابلنے لگتا ہے۔ بارش مزید کمی دور کر دیتی ہے۔ دشمن پانی کی تلاش میں چشمہ پر آتے ہیں۔ صحابہ پانی سے روکنا چاہتے ہیں۔ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہ روکو پانی لینے دو۔ اور تاریخ کہتی ہے ان پانی پینے والوں میں سے پھر جنگ میں صرف ایک بچا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور اس دن کو یاد کر کے کہا کرتا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے بدر کے دن مجھے بچایا، اور وہ تھے حکیم بن حزام۔

مخالفوں کے لئے رحمت کی دعا: عبداللہ بن اُبیّ بن سلول جو مدینہ میں مخالفوں کا سردار تھا اور ہر نازک موقعہ پر اس نے مسلمانوں کے پشت میں خنجر گھونپنے کی کوشش کی تھی۔ ازواج مطہرات پر گندے الزامات لگائے تھے اس نے مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ آخر جب مرا تو حضورؐ جنازہ کے لئے تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ اس نے یہ کیا تھا یہ کیا تھا۔ اور عرض کی کیا اللہ نے نہیں کہا کہ اگر آپؐ ستر مرتبہ بھی ان کیلئے مغفرت طلب کریں گے تو وہ انہیں معاف نہیں کرے گا۔

ارشاد ہوا' عمرؓ! میں ستر سے زیادہ بار اس کے لئے بخشش طلب کر لوں گا۔ خدا کی بے شمار رحمتیں ہوں اس وجود پر جو دنیا میں رحمت مجسم بن کر آیا۔ جس کی رحمتوں سے اپنوں نے بھی حصہ لیا اور بیگانوں نے بھی۔ دوستوں نے بھی اور دشمنوں نے بھی۔ جو عورتوں کیلئے بھی رحمت تھے اور بچوں کے لئے بھی، جو انسانوں کے لئے بھی رحمت تھے اور جانوروں کے لئے بھی۔ سچ ہے کہ وہ "رحمۃ للعالمین" تھے

> حضرت امام مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
> "اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے"

قسط نمبر(۲)

مکرم شیخ عبدالہادی صاحب

حیاۃ طیّبہ

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

نوٹ :- "حیاۃ طیبہ" محترم شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم (سابق سوداگر مل) مربی جماعت احمدیہ کی تصنیف ہے۔ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کے حالات و سوانح پر یہ ایک مبسوط تالیف ہے۔ اس تالیف کا خلاصہ قسط وار احباب جماعت کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ہم اندازہ کر سکیں کہ جس شخص کے سپرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے ماتحت اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم الشّان کام کیا گیا ہے وہ کس درجہ اور کس معرفت کا انسان ہے۔

حضرت اقدسؑ کی ابتدائی تعلیم

حضرت اقدس علیہ السلام نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی تین اساتذہ کرام سے حاصل کی۔ کیونکہ اس زمانہ میں حکومت کی طرف سے کوئی تعلیمی نظام موجود نہ تھا۔ پہلے استاد مولوی فضل الٰہی صاحب قادیان کے باشندہ اور حنفی مذہب سے تعلق رکھتے تھے جن سے حضرت اقدسؑ نے قرآن شریف اور چند فارسی کتب پڑھیں۔ تقریباً دس برس کی عمر میں دوسرے استاد مولوی فضل احمد صاحب مقرر ہوئے آپ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ کے باشندہ اور مذہباً اہلحدیث تھے، آپ نے حضرت اقدسؑ کو صرف کی چند کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھائے۔ تیسرے استاد مولوی گل علی شاہ بٹالہ کے باشندہ اور مذہباً شیعہ تھے، آپ نے حضرت اقدسؑ کو چند سال علوم مروّجہ یعنی نحو، منطق اور حکمت وغیرہ سکھائے۔ خدا تعالیٰ کی خاص حکمت کے تحت یہ تینوں اساتذہ کرام مسلمانوں کے مختلف اور مشہور فرقوں سے تعلق رکھتے تھے اس طرح آپ کو ابتدائی عمر میں ہی مختلف فرقوں کے عقائد اور خصوصیات سے کچھ نہ کچھ واقفیت حاصل ہوگئی اور یہ ابتدائی واقفیت حضرت اقدسؑ کے اہم مشن یعنی مسلمانوں کی اصلاح کے سلسلہ میں بہت کارآمد ثابت ہوئی۔

آپ کی پہلی شادی اور غیر معمولی دینی رجحان

آپ کی پہلی شادی ۱۵ سال کی عمر میں آپکے سگے ماموں مرزا جمعیت بیگ صاحب مرحوم کی صاحبزادی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ اس پہلی شادی کے نتیجہ میں آپکے ہاں دو فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب پیدا ہوئے۔ مرزا فضل احمد صاحب تو جوانی میں فوت ہو گئے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے لمبی عمر پائی اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

حضرت اقدسؑ کا غیر معمولی دینی رجحان، آپ کی خلوت نشینی، کثرت عبادت الٰہی اور مطالعہ قرآن شریف کی وجہ سے بہت نمایاں تھا۔ آپ کے والد ماجد اکثر آپ کے بارہ میں فرماتے تھے "... کہ میرا یہ بیٹا مسیتڑ ہے نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے اور پھر وہ ہنس کر کہتے کہ چلو تمہیں کسی مسجد میں ملّا کروا دیتا ہوں۔ دس من دانے تو گھر میں کھانے کو آجایا کریں گے۔" آج وہ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ کیا بادشاہ بنا بیٹھا ہے اور سینکڑوں آدمی اس کے در کی غلامی کے لئے دور دور سے آتے ہیں"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صہ ۳۰)

کثرت مطالعہ قرآن کریم اس قدر نمایاں تھا کہ بعض دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں جب بھی آپ کو دیکھا گیا صرف اور صرف قرآن کریم ہی پڑھتے دیکھا گیا۔ آپکے بڑے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ جس کو اس کثرت سے پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے کہ بلا مبالغہ شائد اس کو دس ہزار مرتبہ پڑھا ہو۔

مقدمہ کی پیروی اور حسن خلق کے عدیم النظیر نمونے

حضرت اقدسؑ کو اپنے والد ماجد کے حکم کی تعمیل میں کچھ عرصہ مقدمات کی پیروی کرنی پڑی۔ اگرچہ یہ شغل آپ کی طبیعت کے بالکل خلاف تھا مگر اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت کے تحت زمانۂ ماموریت سے قبل آپ کو

ایسے حالات میں سے گذرا جن کی وجہ سے اس زمانہ کی مروجہ برائیوں کی تشخیص اور ان کی اصلاح میں مدد مل سکتی تھی آپ نے عام دستور کے خلاف سچائی امانت اور دیانت سے انحراف کیے بغیر مقدمات کی پیروی کی اور اس سلسلہ میں بے مثال نمونے پیش کیے۔ اس وقت زمانہ ماموریت سے قبل کے چند نمونے درج ذیل ہیں:

حضرت اقدسؑ مقدمات کی پیروی کے دوران بھی عبادت الٰہی سے کبھی غافل نہ ہوئے چنانچہ آپ فرماتے ہیں" میں بٹالہ میں ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا، نماز کا وقت ہوگیا اور میں نماز پڑھنے لگا اور اس نے یکطرفہ کاروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا مگر عدالت نے پرواہ نہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔"

(حیات النبیؐ جلد اول ص۵۶)

آپ ہمیشہ سچائی کے علمبردار رہے۔ اس طرح خواہ مقدمے کا فیصلہ اپنے خلاف بھی ہو جاتا تو پوری بشاشت کے ساتھ اس فیصلہ کو قبول کرتے اگرچہ بعض دفعہ اپنے والد ماجد کی ناراضگی بھی مول لینی پڑتی۔

ایک دفعہ آپ کے والد ماجد نے اپنے موروثیوں کے خلاف درخت کاٹنے کے تنازعہ کی وجہ سے مقدمہ دائر کردیا اور آپؑ کو اس مقدمہ کی پیروی کے لئے بھیجا۔ آپؑ ذاتی طور پر اس مقدمہ کے حق میں نہ تھے مگر والد ماجد کے حکم کی تعمیل میں اس مقدمہ کی پیروی کرنی پڑی۔ ادھر موروثیوں کو حضرت اقدسؑ پر پورا اعتماد تھا کہ حضرت اقدسؑ سچائی کا دامن کبھی نہ چھوڑیں گے، چنانچہ مجسٹریٹ کے پوچھنے پر موروثیوں نے جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے پوچھ لیں۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا "میرے خیال میں تو درخت کھیتی کی طرح ہیں جس طرح کھیتی میں ہمارا حصہ ہے اسی طرح درختوں میں بھی ہے۔" چنانچہ آپ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ واپسی پر جب آپ کے والد صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ناراض ہوئے۔"

(روایات صحابہ حصہ نہم ص ۱۹۲، ۱۹۳)

حضرت اقدسؑ بعثت سے قبل مقدمات کی پیروی کے سلسلہ میں جب قادیان سے چلتے تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا۔ آپ کے خادم مرزا اسماعیل بیگ مرحوم جو عموماً آپ کے ساتھ ہوتے تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ سب سے پہلے انہیں گھوڑے پر سوار کراتے ان کے بار بار انکار کرنے پر اور یہ عرض کرنے پر کہ "حضور! مجھے شرم آتی ہے" آپ فرماتے کہ "ہم کو پیدل چلتے شرم نہیں آتی تم کو سوار ہوتے کیوں شرم آتی ہے"، جب نصف سے کم یا زیادہ راستہ طے ہوجاتا تو آپ کے خادم اتر پڑتے اور حضرت اقدسؑ سوار ہو جاتے"۔ (الحکم ۲۱-۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

اسی طرح مرزا محمد دین صاحب بھی جنہیں حضرت اقدسؑ کی خدمت کا موقعہ ملا فرماتے ہیں:"... جب مقدمات کی پیروی کے لئے جاتے تو مجھے گھوڑے پر اپنے ساتھ اپنے پیچھے سوار کر لیتے تھے اور بٹالہ جاکر (گھوڑے کو) اپنی حویلی میں باندھ دیتے۔ اس حویلی میں ایک بالاخانہ تھا۔ آپ اس میں قیام فرماتے۔ اس مکان کی دیکھ بھال کا کام ایک جولاہے کے سپرد تھا جو ایک غریب آدمی تھا۔ آپ وہاں پہنچ کر دو پیسے کی روٹی منگواتے یہ اپنے لئے ہوتی تھی اور اس میں سے ایک روٹی کی چوتھائی کے ریزے پانی کے ساتھ کھا لیتے۔ باقی روٹی اور دال وغیرہ جو ساتھ ہوتی وہ اس جولاہے کو دے دیتے۔ اور مجھے کھانا کھانے کے لئے چار آنہ دے دیتے۔ آپ بہت ہی کم کھایا کرتے تھے اور کسی قسم کے چسکے کی عادت نہ تھی"۔

(حیاتِ احمد جلد دوم ص۱۹۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

حضرت اقدسؑ نے اپنے ایک لطیف کشف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۲ سال کے لگ بھگ تھی۔ اس کشف میں آپ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور آپ کے شاندار مستقبل پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کشف کو بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"۔ آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا۔ اور آپ کے حسین وجمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا۔ اس وقت آپ نے مجھے فرمایا۔ اے احمد! تیرے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے، جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے دائیں ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضورؐ! یہ میری ہی ایک تصنیف ہے"

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۵۴۸، ۵۴۹)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے، خاکسار نے عرض کیا کہ اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے... غرض آنحضرتؐ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرتؐ جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اسقدر اس میں سے شہد نکلا

باقی ص35 پر

ایسے حالات میں سے گذرا جن کی وجہ سے اس زمانہ کی مروجہ برائیوں کی تشخیص اور ان کی اصلاح میں مدد مل سکتی تھی۔ آپ نے عام دستور کے خلاف سچائی امانت اور دیانت سے انحراف کئے بغیر مقدمات کی پیروی کی اور اس سلسلہ میں بے مثال نمونے پیش کئے۔ اس وقت زمانہ ماموریت سے قبل کے چند نمونے درج ذیل ہیں:

حضرت اقدسؑ مقدمات کی پیروی کے دوران بھی عبادت الٰہی سے کبھی غافل نہ ہوئے چنانچہ آپ فرماتے ہیں "میں بٹالہ میں ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا، نماز کا وقت ہوگیا اور میں نماز پڑھنے لگا اور اس نے یکطرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا مگر عدالت نے پرواہ نہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی"۔

(حیات النبیؐ جلد اول صفحہ ۵۶)

آپ ہمیشہ سچائی کے علمبردار رہے۔ اس طرح خواہ مقدمے کا فیصلہ اپنے خلاف بھی ہو جاتا تو پوری بشاشت کے ساتھ اس فیصلہ کو قبول کرتے اگرچہ بعض دفعہ اپنے والد ماجد کی ناراضگی بھی مول لینی پڑتی۔

ایک دفعہ آپ کے والد ماجد نے اپنے موروثیوں کے خلاف درخت کاٹنے کے تنازعہ کی وجہ سے مقدمہ دائر کر دیا اور آپؑ کو اس مقدمہ کی پیروی کے لئے بھیجا۔ آپؑ ذاتی طور پر اس مقدمہ کے حق میں نہ تھے مگر والد ماجد کے حکم کی تعمیل میں اس مقدمہ کی پیروی کرنی پڑی۔ ادھر موروثیوں کو حضرت اقدسؑ پر پورا اعتماد تھا کہ حضرت اقدسؑ سچائی کا دامن کبھی نہ چھوڑیں گے، چنانچہ مجسٹریٹ کے پوچھنے پر موروثیوں نے جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے پوچھ لیں۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا "میرے خیال میں تو درخت کھیتی کی طرح ہیں جس طرح کھیتی میں ہمارا حصہ ہے اسی طرح درختوں میں بھی ہے"۔ چنانچہ آپ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ واپسی پر جب آپ کے والد صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ناراض ہوئے"۔

(روایات صحابہ حصہ نہم صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳)

حضرت اقدسؑ بعثت سے قبل مقدمات کی پیروی کے سلسلہ میں جب قادیان سے چلتے تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا۔ آپ کے خادم مرزا اسماعیل بیگ مرحوم جو عموماً آپ کے ساتھ ہوتے تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ سب سے پہلے انہیں گھوڑے پر سوار کراتے، ان کے بار بار انکار کرنے پر اور یہ عرض کرنے پر کہ "حضور! مجھے شرم آتی ہے" آپ فرماتے کہ: "ہم کو پیدل چلتے شرم نہیں آتی تم کو سوار ہوتے کیوں شرم آتی ہے"، جب نصف سے کم یا زیادہ راستہ طے ہو جاتا تو آپ کے خادم اتر پڑتے اور حضرت اقدسؑ سوار ہو جاتے"۔

(الحکم ۲۱-۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

اسی طرح مرزا محمد دین صاحب بھی جنہیں حضرت اقدسؑ کی خدمت کا موقعہ ملا فرماتے ہیں "... جب مقدمات کی پیروی کے لئے جاتے تو مجھے گھوڑے پر اپنے ساتھ اپنے پیچھے سوار کر لیتے تھے اور بٹالہ جا کر (گھوڑے کو) اپنی حویلی میں باندھ دیتے۔ اس حویلی میں ایک بالا خانہ تھا۔ آپ اس میں قیام فرماتے۔ اس مکان کی دیکھ بھال کا کام ایک جولاہے کے سپرد تھا جو ایک غریب آدمی تھا۔ آپ وہاں پہنچ کر دو پیسے کی روٹی منگواتے یہ اپنے لئے ہوتی تھی اور اس میں سے ایک روٹی کی چوتھائی کے ریزے پانی کے ساتھ کھا لیتے۔ باقی روٹی اور دال وغیرہ جو ساتھ ہوتی وہ اس جولاہے کو دے دیتے۔ اور مجھے کھانا کھانے کے لئے چار آنہ دے دیتے۔ آپ بہت ہی کم کھایا کرتے تھے اور کسی قسم کے چسکے کی عادت نہ تھی"۔

(حیاتِ احمد جلد دوم صفحہ ۱۹۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

حضرت اقدسؑ نے اپنے ایک لطیف کشف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۲ سال کے لگ بھگ تھی۔ اس کشف میں آپ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور آپ کے شاندار مستقبل پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کشف کو بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"... آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا۔ اور آپ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس وقت آپ نے مجھے فرمایا۔ اے احمد! تیرے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے، جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے دائیں ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضورؐ! یہ میری ہی ایک تصنیف ہے"

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۵۴۸، ۵۴۹)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تونے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے، خاکسار نے عرض کیا کہ اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے ... غرض آنحضرتؐ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدسؐ نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرتؐ جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اسقدر اس میں سے شہد نکلا

باقی صفحہ 35 پر

یہ درد رہے گا بن کے دوا، تم صبر کرو وقت آنے دو

پاکستان سے آمدہ بعض اطلاعات درج ذیل ہیں:-

(۱) چوہدری امان اللہ صاحب سیال قصور سے ۹ اگست کو لکھتے ہیں کہ عزیزم محمد یوسف صاحب قمر قائد ضلع کی شادی پر ایک دعوتی کارڈ چھپوایا گیا تھا جس کی وجہ سے اہل خانہ کے چھ افراد یعنی یوسف صاحب ان کی ہونے والی اہلیہ عزیزہ فریدہ راحت ان کے سُسر ملک عبدالرب صاحب آف ربوہ، یوسف صاحب کے والد، والدہ، بہنوئی کے خلاف ۲۹۵-سی اور ۲۹۸-سی کے تحت پرچہ کٹوانے کے لئے مخالفین نے درخواست دی ہے۔ چنانچہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے کل گیارہ افراد جماعت کو جن میں خواتین بھی شامل ہیں بذریعہ سمن عدالت میں طلب کر لیا گیا ہے۔ ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی مقدمات میں ملوث کیا جا رہا ہے۔

(۲) موضع کرپا۔ ضلع سیالکوٹ کے معاند حاجی محمد حنیف کا لڑکا خلیل احمد ۵ جون ۱۹۸۹ء کو شام ۶½ بجے احباب جماعت کے گھروں کے قریب کھڑا ہو کر قابلِ اعتراض حرکات کر رہا تھا۔ منع کرنے پر اس نے باز رہنے کا وعدہ کیا جب جماعت کے دوست واپس جانے لگے تو خلیل احمد مذکور نے پیچھے سے ریوالور کے تین فائر کیے جن میں سے ایک گولی مکرم سعید احمد صاحب ولد محمد یوسف صاحب کی دائیں ٹانگ پر لگی۔ ان کو علاج کیلئے سِول ہسپتال پسرور پہنچا دیا گیا۔ بعد ازاں مزید علاج کے لیئے جنرل ہسپتال لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔

(۳) سرگودھا میں الیاس احمد صاحب ملک آف چوہدری آئرن اسٹور کو ۲۹۸-سی کے تحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کی دوکان پر "یا اللہ" اور "یا محمد" کا بورڈ لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر محبوب احمد صاحب کے خلاف بھی ۲۹۸-سی کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ ان کے خلاف الزام یہ ہے کہ ان کے کلینک میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔

(۴) ربوہ میں مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد اور مکرم محمد سلیمان صاحب مربی وقف جدید کے خلاف مولانا اللہ یار ارشد کی درخواست پر تبلیغ کرنے کے جرم میں ۱۶ جولائی ۱۹۸۹ء تھانہ ربوہ میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔

(۵) چک ۳۷ جنوبی سرگودھا میں تھانہ کڑانہ ضلع سرگودھا کی پولیس آئی اور مجسٹریٹ کی موجودگی میں دو عیسائیوں سے مسجد احمدیہ اور لائبریری سے کلمہ طیبہ مٹوا دیا۔ کلمہ طیبّہ کو آہنی اوزاروں سے رگڑا گیا اور اس کے بعد اس پر چونا پھیر دیا گیا۔

(۶) مردان میں مکرم صفی الدین صاحب، خواجہ مظفر احمد صاحب مربی سلسلہ کے ہمراہ بازار میں ایک احمدی دوکاندار کے پاس چندہ کی وصولی کے لیئے گئے تو ہمسایہ کے غیر احمدی دوکاندار نے بِلا جواز جھگڑا شروع کر دیا۔ وہاں کافی لوگ اکٹھے ہو گئے اس دوران امیر صاحب مردان مکرم کشور خان صاحب اور چوہدری فیاض احمد صاحب بھی وہاں آ گئے۔ غیر از جماعت لوگ ان چاروں کو تھانے لے گئے اور ۲۹۸-سی کے تحت مقدمہ درج کر کے ان کو جیل بھجوا دیا۔ ان پر الزام یہ لگایا گیا ہے کہ ان کے پاس سے رسید بکیں برآمد ہوئی ہیں جن پر کلمہ طیبہ اور درود شریف لکھا ہوا ہے، نیز ایک ڈائری کے اندر قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ بھی لکھا ہوا ہے۔ مزید برآں کشور خان صاحب کے پاس سے "ظہور امام مہدی" کے تین پمفلٹ بھی نکلے۔ پرچہ میں درج کیا گیا کہ یہ لوگ چندہ اکٹھا کر رہے تھے اور بازار میں تبلیغ کر رہے تھے۔

(۷) مکرم فتح محمد صاحب آف چک سکندر تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار کی دو بچیاں مع ان کی والدہ کے مخالفین کے حملہ میں بارہ بور کی گن کے چھرے لگنے سے زخمی ہوئیں۔ خاکسار کی بچی نجمہ نسرین کو سولہ چھرے لگے، صرف تین دانے چہرہ کے نکلے ہیں۔ باقی جسم کے اندر اتنے گہرے چلے گئے ہیں کہ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ وہ دانے سیٹ (SET) ہو گئے ہیں۔ نکلوانے کی ضرورت نہیں۔ دوسری بچی عافیہ نورین کے نو دانے چھرے کے لگے ہیں جو سب کے سب جسم کے اندر ہیں۔ خاکسار کی زوجہ جو کہ پہلے ہی بیمار تھی اب خون بہہ جانے سے زیادہ بیمار ہو گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس کا بھائی رفیق احمد ثاقب شہید بھی ہو گیا ہے۔ بچے بھی اس سے جدا ہیں حضور وہ بہت زیادہ پریشان ہے۔ ہمارا مکان بھی بالکل جل کر راکھ ہو گیا ہے۔

(۸) کھاریاں سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں ۲۴ اگست کو فتنہ کا سرغنہ امیر محمد ارد گرد کے گاؤں سے مخالفین کو اکٹھا کر کے جلوس نکال رہا ہے

باقی صـ 39 پر

اے دیس سے آنے والے بتا...

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ منظوم کلام

برموقع جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۹ء

پُورب سے چلی پُرنم پُرنم بادِ رَوح و ریحانِ وطن / اُڑتے اُڑتے آ پہنچے چھمّ چھمّ سُندر سُندر مُرغانِ وطن
برکھا برکھا یادیں امڈیں طوفاں طوفاں جذبے اٹھے / سینے پہ بلائیں برسانے لپکے بادو بارانِ وطن
آ بیٹھ مسافر پاس ذرا، مجھے قصّۂ اہلِ دَرد سُنا / اُن اہلِ وفا کی بات بتا ہیں جن سے خفا سُکّانِ وطن
اور ان کی جان کے دشمن ہیں جو دیوانے ہیں جانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

سو بسم اللہ جو کوئے دار سے چل کر سُوئے یار آئے / سر آنکھوں پر ہر راہِ خُدا کا مُسافر، سو سو بار آئے
لیکن یہ سب کے نصیب کہاں ہر ایک میں کب یہ طاقت ہے / کہ پیار کی پیاس بجھانے کو وہ سات سمندر پار آئے
میں اب سمجھا ہوں وہ کیفیت کیا ہوتی ہے جب دِل کو / ہر دور افتادہ اُویس پہ لختِ جگر سے بڑھ کر پیار آئے
ان مجبوروں کا حال بھلا کیا جانیں تن آسانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

تو جور و جفا کی نگری، صبر و وفا کے دیس سے آیا ہے / ہے تجھ پہ عیاں مِرے پیاروں پر غیروں نے ستم جو ڈھایا ہے
آنکھوں میں رقم شکووں کی کتھا آہوں میں بجھے نالوں کی صدا / کیا میرے نام یہی ہیں بتا جو تو سندیسے لایا ہے
مِرے محبوبوں پر صبح و مسا، پڑتی ہے کیسی کیسی بَلا / مِری رُوح پہ برسوں بیت گئے ان اندیشوں کا سایہ ہے
کیا ظلم و ستم رہ جائیں گے اب دُنیا میں پہچانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

ظالم بدبخت کا نام نہ لے، بس مظلوموں کی باتیں کر / حاکم کا ذکر نہ چھیڑ، آزردہ محکوموں کی باتیں کر
وہ جن سے لِلّٰہ بیر ہوتے جو اپنے وطن میں غیر ہوئے / اُن تختۂ مشقِ ستم مجبوروں محرُوموں کی باتیں کر
جیلوں میں رضائے باری کے جو گہنے پہنے بیٹھے ہیں / اُن راہِ خدا کے اسیروں کی ان معصوموں کی باتیں کر
وہ جن کی جبینوں کے انوار سے روشن ہیں زندانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

کیا اب بھی عوام وہاں جب بگڑیں بھاگ اذانیں دیتے ہیں
سیلاب تھپیڑے ماریں تو سب جاگ اذانیں دیتے ہیں
کیا اب بھی سفید مناروں سے نفرت کے بُلاوے آتے ہیں
دھرتی کے نصیب اُجڑتے ہیں جب ناگ اذانیں دیتے ہیں
بُلبل کو دیس نکالا ہے اور زاغ و زغن سے یارانے
ہر سمت چمن کی منڈیروں پر کاگ اذانیں دیتے ہیں
محرومِ اذاں گر ہیں تو فقط مُرغانِ خوش الحانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

اِک ہم ہی نہیں چھنتے چھنتے جن کے سب حق معدُوم ہوئے
رفتہ رفتہ آزادی سے سب اہلِ وطن محروم ہوئے
چلتا ہے وہاں اب کاروبار پہ سِکّہ نوکرشاہی کا
اور کالے دھن کی فراوانی پہ سب دھندے مجذوم ہوئے
آزاد کہاں وہ ملک جہاں، قابض ہوں سیاست پر مُلّاں
جو شاہ بنے بے تاج بنے، جو حاکم تھے محکوم ہوئے
اور گھر کے مالک ہی بن بیٹھے باوردی دربانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

سورج ہی نہیں ڈوبا اِک شب سب چاند ستارے ڈوب گئے
بحرِ ظُلمات کی طغیانی میں نُور کے دھارے ڈُوب گئے
وہ نفرت کا طوفان اٹھا، ہر شہر سے امن و امان اٹھا
جلبِ زر کا شیطان اٹھا، مفلس کے سہارے ڈُوب گئے
اے قوم ترا حافظ ہو خُدا، ٹالے سر سے ہر ایک بلا
تا حدِّ نظر سیلِ عصیاں، ہر سمت کنارے ڈوب گئے
بے کس، بے بس کیا دیکھ رہی ہے اب چشمِ حیرانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

اُس رحمتِ عالم ابرِ کرم کے یہ کیسے متوالے ہیں!
وہ آگ بجھانے آیا تھا، یہ آگ لگانے والے ہیں
وہ والی تھا مسکینوں کا، بیواؤں اور یتیموں کا
یہ ماؤں بہنوں کے سر کی چادر کے جلانے والے ہیں
وہ جُود و سخا کا شہزادہ تھا بھوک مٹانے آیا تھا
یہ بھوکوں کے ہاتھوں کی روٹی چھین کے کھانے والے ہیں
یہ زر کے پجاری بیچنے والے ہیں دین و ایمانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

ظالم مت بھولیں بالآخر، مظلوم کی باری آئے گی
مکّاروں پر ہر مکر کی ہر بازی الٹی جائے گی
پتھر کی لکیر ہے یہ تقدیر، مٹا دیکھو گر ہمت ہے
یا ظلم مٹے گا دھرتی سے یا دھرتی خود مٹ جائے گی
ہر مکر انہی پر الٹے گا، ہر بات مخالف جائے گی
بالآخر میرے مولا کی تقدیر ہی غالب آئے گی
جیتیں گے ملائک خائب و خاسر ہو گا ہر شیطانِ وطن
اے دیس سے آنے والا بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

اک روز تمہارے سینوں پر بھی وقت چلائے گا آرا
ٹوٹیں گے مان تکبّر کے بکھریں گے بدن پارا پارا
مظلوموں کی آہوں کا دھواں ظالم کے افق کجلا دے گا
نمرود جلائے جائیں گے دیکھے گا فلک یہ نظارا
کیا حال تمہارا ہو گا جب شدّاد ملائک آئیں گے
سب ٹھاٹھ دھرے رہ جائیں گے جب لاد چلے گا بنجارا
ظالم ہوں گے رسوائے جہاں مظلوم بنیں گے آنِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

اے جماعتِ احمدیہ !

دُنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانا ہے تو اپنے دِل سے نقشِ دوئی کو مٹانا ہوگا

جب تک آپ ایک خدا کے رنگ میں رنگین نہ ہوجائیں آپ نہ دنیا کو توحید کا سبق سکھا سکتے ہیں نہ دنیا کو امت واحدہ میں تبدیل کر سکتے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ ۱۱ راگست ۱۹۸۹ء بمقام اسلام آباد (یو،کے)

تشہد وتعوذ وسورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا جماعت احمدیہ جس دوسری صدی میں داخل ہوئی ہے ابھی اس کا پہلا سال گزر رہا ہے اور جماعت کے لئے دوسری صدی کا ایک لمبا سفر کھلا پڑا ہے، چونکہ یہ جلسہ سالانہ ایک پہلو سے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لیے میں نے اس جلسہ کے خطبہ کے موضوع کے طور پر تقویٰ کو چنا ہے۔

فرمایا تقویٰ کا مضمون میں نے اس لئے چنا ہے کہ قرآن سفر پر زادِ راہ ساتھ لے کر چلنے کی ہدایت فرماتا ہے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے پس چونکہ ہم نے اور ہماری نسلوں نے اس صدی میں لمبے سفر کرنے ہیں اور بہت سی منازل سر کرنی ہیں اس لئے اس موقعہ پر میں جماعت کو اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کروا دینا چاہتا ہوں کہ تقویٰ کے زادِ راہ کے سوا ہم ایک قدم بھی منزل کی طرف نہیں بڑھ سکتے۔

حضور انور نے مختلف قسم کے زادراہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ کا زادِ راہ تمام قسم کی ضرورتوں پر حاوی ہے اور اس کے بغیر ہم ایک سانس بھی نہیں لے سکتے۔ یہ مضمون بہت ہی وسیع ہے لیکن آج میں اس پہلو سے تقویٰ کا مضمون آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ تقویٰ اور توحید ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور توحید خالص ہی ہے جو تقویٰ کے تمام مضامین پر حاوی ہے۔ پس توحیدِ خالص کے قیام کے لئے یہ صدی ہمارے سامنے کھڑی ہے اور ساری دنیا میں جب ہم اسلام کے غلبہ کا نام لیتے ہیں تو درحقیقت ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم توحید خالص کو تمام دنیا میں غالب کریں گے۔

فرمایا آج کے خطاب کے لئے میں نے آج اس کا ایک ایسا پہلو اختیار کیا ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشاندہی فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

فرمایا تقویٰ یا توحید کا یہ پہلو آپ نے بہت کم سنا یا پڑھا ہوگا لیکن ایک شعر میں آپ نے اس مضمون کو بڑی عمدگی کے ساتھ کھول کر بیان فرما دیا حضور نے فرمایا کہ توحید سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہم یہ دعویٰ کریں کہ خدا ایک ہے بلکہ جب تک قلب پر نقشِ توحید ثبت نہ ہوجائے اس وقت تک زبان سے توحید کا دعویٰ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور وہ قومیں جنہوں نے تمام دنیا میں توحید کے غلبے کا عزم باندھا ہوا ہو اور یہ فیصلہ کیا ہو کہ وہ دنیا کے کونے کونے میں خدا کی وحدت کے جھنڈے گاڑدیں گے ان قوموں کا یہ دعویٰ کچھ حقیقت نہیں رکھتا جب تک وہ خود موحّد نہ بن چکی ہوں۔ اور موحد بننے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ نسخہ ایسا ہے کہ جس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ حضور نے نقشِ دوئی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ توحیدِ

خالص یہ ہے کہ زمین کی طاقتوں کو خدا کی آسمانی طاقتوں سے جدا نہ سمجھا جائے اور سر جھکانے کے لئے دو الگ الگ آستاں نہ ہوں بلکہ نقشِ دوئی کو مٹانے کے لئے زمین و آسمان کے فرق کو مٹانا ہوگا۔ اور نقشِ دوئی کو مٹانے کا پہلا قدم آسمان اور زمین میں خدائے واحد کی حاکمیت کو تسلیم کرنا اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا ہے۔ یہی وہ پہلا جہاد ہے جو جماعت احمدیہ کو اپنے نفسوں سے شروع کرنا ہوگا۔

فرمایا جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ توحید خالص پر قائم ہے۔ پاکستان میں گزرنے والے حالات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جماعت احمدیہ نہ صرف اس مضمون کو سمجھتی ہے بلکہ ہر غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر چکی ہے اور جماعت کو اس انکار کی بڑی بھاری دنیاوی قیمتیں ادا کرنی پڑی ہیں اور آج بھی ادا کرتی چلی جا رہی ہے۔ اس پہلو سے جماعت کے سوا آپ کو کوئی ایسی جماعت نہیں ملے گی جو توحید خالص پر عمل پیرا ہونے کی قیمت ادا کر رہی ہو۔ پس ہماری صدی کا یہ آغاز ہے اور یہی تمنا ہے کہ یہی ہماری صدی کا انجام بھی ہو اور آغاز سے انجام تک جماعت نقشِ دوئی کو مٹانے والی اور توحید خالص پر قائم ہو۔

فرمایا جب انسان اپنے نفس کا بغور جائزہ لیتا ہے تو پھر بعض ایسے ہلکے نقش بھی دکھائی دیتے ہیں جن میں دوئی کے نشان ملتے ہیں۔ نقشِ دوئی مٹانے کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ جب کھلم کھلا لا الٰہ الا اللّٰہ سے تعلق توڑنے پر مجبور کیا جائے تو ہر قربانی دے کر بھی اس تعلق کو قائم رکھا جائے بلکہ اس کے کئی اور پہلو ہیں جن میں جماعت میں یکسانیت نہیں ہے، اس سے میری مراد یہ ہے کہ جب آپ اپنے دل کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ جہاں آپ نے زندگی کے بعض اہم فیصلے کرنے ہوتے ہیں وہاں کیا توحید خالص اپنے فیصلے پر نگران ہوتی ہے یا آپ کی غیر اللہ سے متاثر ہونے والی تمنائیں آپ کے فیصلوں پر حکمران ہو جایا کرتی ہیں۔ اس کا جائزہ لیتے وقت انسان کو بعض اوقات یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ شائد دنیا میں کوئی بھی موحد خالص نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے بُت ہر انسان کے سینے میں بسے ہوئے ہیں۔ غیر اللہ کا خوف توحیدِ خالص کے خلاف ہے اور اس کے غلبے سے انسان کی زندگی پر شرک کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دنیا کی بہت سی قومیں شرک کے مخفی بتوں کی وجہ سے سچائی سے محروم رہیں اور اس نقشِ دوئی کو نہ مٹانے کی وجہ سے محروم رہیں۔ اسی لئے قرآنِ کریم نے آغاز میں ہی فرما دیا کہ تقویٰ کے بغیر قرآن کریم کسی کے لئے کوئی ہدایت مہیا نہیں کر سکتا۔ فرمایا متقی وہی ہوتے ہیں جن کے دل سے نقشِ دوئی مٹ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ اسلام سے باہر بھی بکثرت ملتے ہیں بلکہ بعض غیر مسلم قوموں کے دل میں توحید موجود ہے، اور بہت کم نقشِ دوئی ملتا ہے۔ ایسی قومیں دراصل اسلام کی راہ دیکھ رہی ہیں، اسلام کا نقش جمنے کی دیر ہے اور وہ کامل مسلمان کے طور پر دنیا میں ظاہر ہونے والے ہیں۔

پس توحید خالص پر صرف اسلام کی اجارہ داری نہیں بلکہ مسلمان ممالک کے جائزہ کے بعد آپ کو یہ شدید دھچکا لگے گا کہ ان کی اکثر آبادیاں توحید خالص سے عاری ہیں اور دنیا کے بہت سے بت ان کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے جاتے ہیں۔ ان کے بھاری فیصلے خدا کی خاطر نہیں بلکہ دنیا طلبی کی خاطر ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر کے ذریعہ ہمیں یہ بتایا ہے کہ ہمیں مسلسل اپنے دل پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ غیر اللہ کے نئے یا پرانے کوئی نقش اس پر جم نہ جائیں۔ اگر اس پہلو سے آپ اپنے دل کا جائزہ لیں تو ہر ایک کو ضرور کوئی نہ کوئی نقشِ دوئی دکھائی دینے لگے گا۔ صرف وہی لوگ اپنے دل کو نقشِ دوئی سے پاک کہہ سکتے ہیں جن کو خدا اس بات کی خبر دے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر وہ بے وقوف اور دھندلائی ہوئی نظر رکھنے والے ایسے لوگ ہیں جن کو خود اپنے دل کی بھی خبر نہیں۔ نقشِ دوئی مٹتے مٹتے بہت وقت لگا کرتا ہے اس لئے خدا سے علم پانے کے بغیر کسی کا توحیدِ خالص پر قائم ہونے کا دعویٰ سراسر جھوٹ ہے اور تکبر کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے توحید خالص کی خاطر قربانیاں دینے کے خیال سے ہرگز کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ احمدیوں کی بھاری اکثریت جب تک اپنے دلوں سے نقشِ دوئی مٹانے پر مستعد نہ ہو جائے اس وقت تک ہم اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے اہل نہیں بن سکتے کہ تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کریں۔

حضور نے فرمایا نقشِ دوئی کو مٹانے کا ایک اور پہلو ظاہر و باطن کا ایک ہونا ہے یہ مضمون بڑی توجہ کا محتاج ہے کیونکہ ظاہر و باطن کا ایک کرنا بعض دفعہ اچھا بھی ہو سکتا ہے اور بعض دفعہ غلط بھی۔ اس لئے صرف ظاہر و باطن کے ایک ہونے کا دعویٰ کافی نہیں۔ اسے اسلامی اصطلاح میں سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان پہلے خدا کے تصور کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کے مضمون کو سمجھے۔ جب آپ خالص خدا کے ہو جائیں تو پھر اللہ کا نقش دل میں جمانا شروع کریں، پھر اسے ظاہر و باطن کو ایک کرنے میں تبدیل کیا جائے۔ فرمایا:

جب دلوں پر خدا کے نقش جم جاتے ہیں تو خدا انسان کی اداؤں میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی بول چال میں خدا کی

ادائیں آجاتی ہیں اور یہ وہ مضمون ہے جو اندر سے پھوٹ رہا ہوتا ہے اور انسان کے ظاہر کو اندر کے مطابق بنا رہا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ کوشش سے بنائے جانے والے حسن کا نقش اگر دِل میں جمے تو دل میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ایک ظاہری حسن اور سطحی چیز ہے جو دل کی سطح پر تو قائم ہو سکتی ہے لیکن اس کے اندر حسین گہرا نقش بن کر جم نہیں سکتی۔ اس پہلو سے یاد رکھیں کہ نقش دوئی کو مٹانے کا جہاد دل سے شروع ہوگا اور دل میں خدا کے نقش جمانے پڑیں گے۔ قرآن نے کسی شیخ کا تصور دِل میں جمانے کا کوئی مضمون نہیں باندھا حتیٰ کہ آنحضرت صلعم کو کامل طور پر مظہرِ خدا بتاتے ہوئے بھی آپ کی پیروی کی تلقین تو فرمائی لیکن آپ کا نقش دل میں جمانے کا کوئی مضمون قرآن میں بیان نہیں ہوا۔ سچی پیروی اور بات ہے اس کا دل پہ نقش جمانے سے تعلق نہیں ہے بلکہ سچی پیروی کا مضمون بتا رہا ہے کہ خدا کے سوا کسی کا نقش دل پر نہیں جمانا۔ یہ مشرکانہ بات ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس خدا کا نقش اپنے دل پر جمائیں جسکا ذکر قرآن میں صفات باری تعالیٰ کے بیان کی شکل میں ملتا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ بڑا وسیع ہے لیکن ہر انسان اپنی توفیق کے مطابق روزانہ اس پر عمل کر سکتا ہے کیونکہ ہر روز خدا کی طرف ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں خدا آپ کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ آپ کی منزلیں چھوٹی ہوتی جاتی ہیں پس چاہے خدا کے عرفان کا مضمون ہو یا اس کی صفات کو اپنانے کا جب آپ خدا کی طرف قدم اٹھانے کی کوشش کریں گے تو اللہ خود آپ کی کوششوں کو آسان فرما دے گا وہ خود آپ کی طرف جھک جائے گا اور اس کے نقش آپ کے دِل پر جمنے لگیں گے، پس توحید خالص کا قیام صرف زبان سے نہیں ہوگا اسے باریکی سے سمجھنے کے بعد روزانہ اپنے دل پر جاری کرنے سے ہوگا۔ لیکن خدائی صفات کے ظہور کے مضمون کو سمجھنے کے لیئے آپ کو لازماً سیرت کا مضمون پڑھنا ہوگا کہ کن حالات میں آنحضرت نے دینی غیرت کے نتیجہ میں بخشش سے کام نہیں لیا اور کن مواقع پر آپ نے سنگین ترین حالات کے باوجود بخشش سے کام لیا۔ اس مضمون کو سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ آنحضرت صلعم کی زندگی کے آئینے میں اس مضمون کو دیکھے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔

حضور انور نے اس مضمون کو سمجھانے کے لیئے آنحضرت صلعم کی سیرت کے بعض پہلو بیان کیئے اور فرمایا کہ وہ چیزیں جنہیں خدا نے بخشش کی اجازت نہیں دی وہاں آپ بخشش نہیں فرماتے ہیں اور وہ مضامین جہاں بخشش کی اجازت ہے وہاں آپ سے بڑھ کر بخشنے والا آپ کو دنیا میں کوئی دکھائی نہیں دے گا۔ پس نقش دوئی کو مٹانے کے لیئے آپ کو خدا کا نقش دل پر جمانا ہوگا اور خدا کا نقش دل پر جمانے کے لیئے آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ کو سمجھ کر اس کی پیروی کرنی ہو گی۔ آپ کو نقش جمانے کے مضمون کو آنحضرت صلعم سے سیکھنا ہے، جب یہ نقش آپ کے دل میں جمے گا تو خود بخود یہ آپ کے کردار میں ظاہر ہونا شروع ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ اکثر احمدی چونکہ تیسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں جس میں قِسم ہا قِسم کی برائیاں اور بداخلاقیاں راہ پکڑ چکی ہیں، جس کی وجہ سے آپ کا ماحول اسلامی نہیں رہا۔ اس لیئے آپ کو غیر معمولی طور پر اپنی حفاظت کرنی پڑے گی اور اس کیلئے آپ کو خالصتہً دل کا سچا ہونے پڑے گا اور خالصتہً اللہ کی صفات کو اپنے دل پر نقش کرنا پڑے گا اس کے بعد پھر اس کی صفات خود بخود آپ کے اندر سے پھوٹیں گی۔ پس جماعت کو اس صدی میں مسلسل اپنے دل سے نقش دوئی کو مٹانے کی جدوجہد کرنی چاہیئے اور موحد خالص بن کر ظاہر ہونے، تمام دنیا کے شرک کو دور کرنے اور خدا کی توحیدِ خالص کے نقوش سب دنیا پر جمانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جہاں تک نقش دوئی کا تعلق ہے وہ دنیا میں ہر جگہ کسی نہ کسی رنگ میں مِلتا ہے، بعض ترقی یافتہ قوموں کی سیاستیں خود غرض ہیں اور وہ بعض باتوں میں بے انتہا حساس ہونے کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بعض ویسی ہی باتوں میں یوں لگتا ہے کہ ان کی حِس بالکل مر چکی ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے چک سکندر میں ہونے والے مظالم کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ مغرب سے تعلق رکھنے والا ایک بھی نمائندہ وہاں نہیں پہنچا۔ ان سے درخواستیں کی گئیں مگر ہر ایک نے انکار کر دیا۔ پس نقش دوئی یہاں بھی ملتا ہے، اس لیئے مغرب سے تعلق رکھنے والے احمدیوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ نقش دوئی کو مٹانے کے مضمون سے غافل نہ ہوں سچی توحید انسان کو ایک ہی رنگ بخشتی ہے اور رنگوں اور نسلوں کے امتیاز مٹا دینے والی ہے۔ یہی سچی توحید ہے جو تمام عالم کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کا موجب بنے گی۔ سچی توحید کو سمجھے بغیر اور نقش دوئی کو مٹائے بغیر آپ نہ دنیا میں توحید قائم کر سکتے ہیں نہ انسان کو امت واحدہ بنا سکتے ہیں۔ پس اے جماعت احمدیہ! اگلی صدی پر یہ سب سے اہم پیغام ہے جو میں تمہیں دینا چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کو امتِ واحدہ بنانا ہے تو اپنے دل سے نقش دوئی کو مٹانا ہوگا۔ جب تک آپ ایک خدا کے رنگ میں رنگین نہ ہو جائیں اس وقت تک آپ نہ دنیا کو توحید کا سبق سکھا سکتے ہیں نہ دنیا کو امتِ واحدہ میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس صدی کے آخر تک تمام دنیا کو امتِ واحدہ اور خدا کے پرستار بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ ٭

وہ موج ہے اب گلشن گلشن....

صد سالہ جشن تشکر سے منسوب و معنون چوبیسویں جلسہ سالانہ لندن کے دوسرے دن حضور اقدس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب سے قبل پڑھی گئی

گلزار ہوئے سب دشت و جبل اس مردِ خدا کے آنے سے
بے چین تھا جس کی تمنّا میں ایک عالَم ایک زمانے سے

روشن ہیں جبینیں آج ان کی تاریخ کے شہ پاروں کی طرح
تبلیغِ وفا کو نکلے تھے جو خاک بسر دیوانے سے

توحید کا پرچم گاڑ آیا ہے صحراؤں کے سینے پر
دیوانہ بازی لے ہی گیا گرتا پڑتا فرزانے سے

ہم ظلم و ستم کی وادی سے دُرّانہ گزر کر آئے ہیں
منزل پہ پہنچ کر دم لیں گے رُکنے کے نہیں دھمکانے سے

اک پوری صدی کا ہر لمحہ ہے جس کی صداقت کا شاہد!
اے دشمنِ دیں باز آئے گا تو کب اسکو جھٹلانے سے

تیرہ باطن کیونکر پائیں انوارِ یقیں کی گہرائی
کعبے کی بلندی ناپتے ہیں بُت خانوں کے پیمانے سے

مر کے بھی امر ہو جانا ہے انجام طوافِ کوئے وفا
جل بجھنے میں کیا لذّت ہے پوچھے تو کوئی پروانے سے

ہم مانتے ہیں، ہم جانتے ہیں تکمیلِ وفا کی ہر منزل
طے آج تلک ہوتی آئی ہے جانوں کے نذرانے سے

جو اشک بہائے تھے ہم نے ہیں آج گلوں کے چہروں پر
وہ موج ہے اب گلشن گلشن اٹھی تھی جو کل ویرانے سے

عرفاں نے دل سے دعائیں دیں، وجداں نے بڑھ کر بلائیں لیں
ثاقبؔ جو چلے پی کر موعودِ مسیحا کے میخانے سے

|| ثاقب زیروی ||

اگلے سال

پندرہ ۱۵ ستمبر تک میں تو ہونگا

قادیانی جماعت زندہ

نہیں رہے گی!

منظور چنیوٹی

حال ہی میں بعض اخبارات میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کو لندن میں مباہلہ کی دعوت دی ہے۔ جماعت احمدیہ لندن کے پریس سیکرٹری رشید احمد چوہدری نے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس بیان کو پڑھ کر مولانا چنیوٹی صاحب کا دجل اور دھوکے بازی کھل کر سامنے آگئی ہے کیونکہ یہ صاحب ایک عرصہ سے مباہلوں کی باتیں کر رہے ہیں لیکن خدا کی تقدیر نے اس کے نتیجہ میں ہمیشہ ہی ان کو ذلت و رسوائی اور نامرادی کا مستحق ٹھہرایا ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں خدا کی تقدیر نے جماعت احمدیہ کو دنیا کے کونے کونے میں وسعت و ترقی اور نئے نئے ممالک میں جماعتوں کے قیام کی شکل میں غیر معمولی تاریخ ساز ترقیات سے بھی نوازا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ سال مرزا طاہر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ) نے جب جماعت کے مخالفین و مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو مولانا منظور چنیوٹی صاحب نے حد درجہ تعلّی سے کام لیتے ہوئے برسرعام یہ اعلان کیا کہ:

"اگلے سال ۱۵ ستمبر تک میں تو ہوں گا۔ قادیانی جماعت زندہ نہیں رہے گی"۔

(جنگ لندن ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۸)

اس پر امام جماعت احمدیہ نے لندن میں اپنے ایک خطبہ میں ان کے اس اعلان کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"انشاء اللہ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے۔ اگر منظور چنیوٹی زندہ رہا تو ایک ملک اس کو ایسا نہیں دکھائی دے گا کہ جس میں احمدیت مرگئی ہو اور کثرت سے ایسے ملک

انشاء اللہ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ

احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے

اگر منظور چنیوٹی زندہ رہا تو

ایک ملک اس کو ایسا نہیں دکھائی دیگا جہاں احمدیت مرگئی ہو

حضرت امام جماعت احمدیہ

دکھائی دیں گے جہاں پر احمدیت ازسرنو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء)

چنانچہ مباہلہ کے اس سال کے دوران جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں عطا ہونے والی عظیم الشان کامیابیوں اور ترقیات کی خبریں سن سن کر ان صاحب کا دماغ چل گیا ہے اور یہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق غصے سے اپنے دانت پیس رہے ہیں۔ لیکن خدا کی تقدیر کے آگے ان کی کوئی پیش نہیں جا رہی — یقیناً کوئی بھی سمجھدار انسان کبھی جماعت کی کامیابیوں اور کامرانیوں کو نظرانداز نہیں کر سکتا اور یہ صداقت احمدیت کا عظیم الشان نشان ہے کہ امسال دنیا بھر میں ۶۱ ہزار سے زائد سعید روحیں احمدیت کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہوئی ہیں۔ اس کے مقابل کوئی بھی حق شناس شخص منظور احمد چنیوٹی کو پہنچنے والی ذلتوں اور رسوائیوں سے ہرگز ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہی وہ صاحب ہیں جنہوں نے اسلم قریشی کی گمشدگی کے موقعہ پر بار بار یہ اعلان کیا کہ اس کے پس پردہ جماعت احمدیہ کی سازش کارفرما ہے اور اپنے اس مبالغہ آمیز بیانوں میں یہ صاحب اتنا آگے بڑھے کہ ایک روز یہ اعلان کر بیٹھے کہ:

"مجاہد اسلام مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی کے سلسلہ میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے حکومت کو چھ آدمیوں کے نام تفتیش کے لئے دیئے تھے جن میں مرزا طاہر احمد بھی شامل ہے۔ اگر ان چھ میں ملزم برآمد نہ ہو تو ہم سربازار گولی کھانے کو تیار ہیں"۔

(نوائے وقت لاہور ۱۸ فروری ۱۹۸۴ء)

بقیہ : احمدیت زندہ تر ہے

لیکن ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے مباہلہ کے اعلان کے ٹھیک ایک ماہ بعد یہ شخص خود بخود برآمد ہو گیا۔ حکومت نے اسے ٹی وی پر دکھایا اور چنیوٹی صاحب کا جھوٹ طشت از بام ہو گیا۔ حتیٰ کہ پنجاب اسمبلی میں ایک ممبر اسمبلی نے ان صاحب کو ان کے بیان کا حوالہ دے کر ان کے کذاب ہونے کی نشان دہی بھی کی۔ لیکن افسوس کہ ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ حقیقت میں تو ان کا مباہلہ اسی روز ختم ہو گیا تھا جب مبیّنہ مولوی اسلم قریشی بازیاب ہو گیا تھا اور خدا تعالیٰ کی تقدیر کی گولی اسی روز ان کو برسرِ عام لگ گئی تھی لیکن اس نشان کو دیکھنے کیلئے ایک چشم بینا چاہیئے اور دیدہ عبرت نگاہ کی ضرورت ہے۔ پنجاب اسمبلی میں ان کی بار بار ذلت کی کہانی تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اخبارات کے صفحات اس پر شاہد ہیں۔ اس لیئے ان کا یہ کہنا کہ مباہلہ کا جواب نہیں دیا گیا خدا کی تقدیر سے ایک سنگین مذاق کے سوا کچھ نہیں۔ مباہلہ کے نتیجہ میں آئے دِن خدا کی طرف سے لعنتوں کی بھرمار امام جماعت احمدیہ کی طرف سے دیئے گئے مباہلہ کی صداقت ہی کا تو نشان ہے اور آئندہ خدا کی تقدیر نے کیا کیا ذلتیں اور رسوائیاں ان کا مقدر بنا رکھی ہیں، ان سے خدا ہی واقف ہے۔

لعنتوں کی اس بھرمار کے بعد آخر ان کو اور کس جواب کا انتظار ہے اگر صرف ظاہری جواب ہی مطلوب ہے تو وہ ہم ان کو بذریعہ رجسٹری نمبر ۱۹۱۱۴۵ مورخہ ۲۔ نومبر ۱۹۸۸ء کو بھجوا چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کا یہ کہنا کہ جواب نہیں ملا سراسر کذب اور دجل نہیں تو اور کیا ہے، ان باتوں سے یہ لوگوں کو تو دھوکا دے سکتے ہیں لیکن خدائے عالم الغیب والشہادۃ کو ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتے۔ ایک باعزت انسان کے لیئے لعنتوں کی مار کسی موت سے کم نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ یہ تو روز روز کی موت ہے جو جہنم کی اس کیفیت کے مصداق ہے کہ لا یموت فیھا ولا یحییٰ۔ ہمارا تو اب بھی انہیں اور اس قماش کے دوسرے ملاؤں کو یہی مشورہ ہے کہ خدائے واحد و یگانہ سے ڈرو جو تمہارے دِلوں کے مخفی رازوں سے بھی واقف ہے۔ یاد رکھو! کہ کل اسی کے حضور تمہیں حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے سارے اعمال کا حساب لے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

رشید احمد چوہدری
پریس سیکرٹری
جماعت احمدیہ

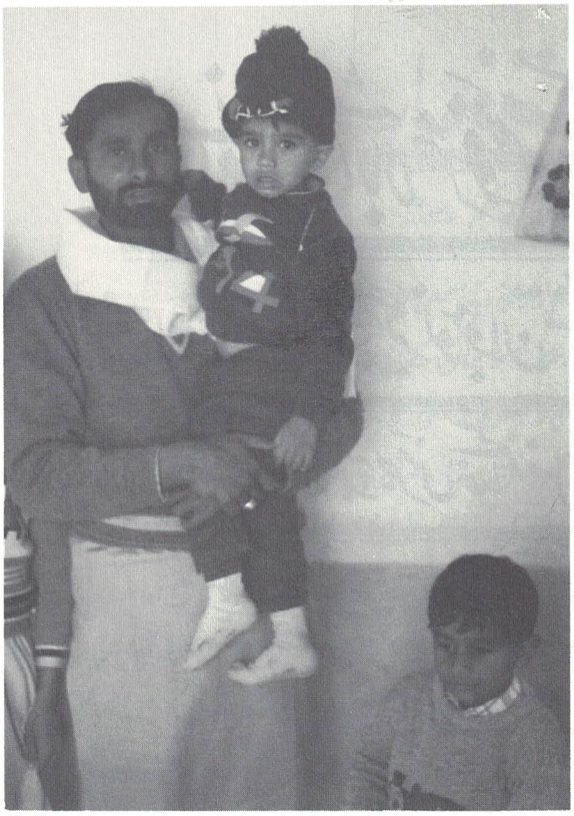

اسیرِ راہِ مولا محمد الیاس صاحب منیر
اپنے بچوں طارق الیاس اور خالد الیاس کیساتھ

ضروری اعلان

جلسہ سالانہ مغربی جرمنی کے دوران کسی خاتون نے سیدہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں اپنے طلائی زیورات (۲ بندے + ایک انگوٹھی) پیش کیئے تھے لیکن اپنا نام وغیرہ نہیں بتایا۔ برائے کرم مشن کو جلد اپنے نام و پتہ سے مطلع کریں، نیز یہ کہ یہ زیورات کس مد میں دیے گئے ہیں۔

پچھلے سالانہ یورپین میں حاضری کی تفصیل

انگلستان	۸۲	سپین	۲
ناروے	۱۴	سوئٹزرلینڈ	۱
سویڈن	۴	کویت	۱
ڈنمارک	۱	امریکہ	۲
ہالینڈ	۱۰	پاکستان	۷
فرانس	۴	مغربی جرمنی	۳۱۶۵

اسلام نے ہی بالآخر قوموں کیلئے قلبی سکون کا سامان کرنا ہے

خدام الاحمدیہ کو دیگر نوجوان تنظیموں کیساتھ رابطے قائم کرنے چاہئیں

خدام الاحمدیہ جرمنی خدا کے فضل سے بڑی مستعد بڑی مخلص بڑی فعال جماعت ہے

چھٹے سالانہ یورپین اجتماع سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب

مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء - بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا

مجلس خدام الاحمدیہ یورپ کا یہ اگلی صدی کا پہلا سالانہ اجتماع ہے اور اس پہلو سے اس اولیت کی بناء پر اسے خاص تاریخی مقام حاصل ہے۔ جہاں تک مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا تعلق ہے اسے اللہ تعالیٰ نے یورپ میں ایک مرکزی حیثیت عطا فرمادی ہے اور باوجود اس کے کہ بعض دوسرے یورپین ممالک میں بھی خدام الاحمدیہ بفضلہ تعالیٰ مستعد ہیں اور حسب توفیق خدمت دین بجالانے میں خدام پیچھے نہیں رہتے لیکن جرمنی کے خدام کو جس طرح غیر معمولی انہماک محنت، خلوص اور استقلال کے ساتھ بہت سے مواقع پر خدمت دین کی توفیق ملی ہے وہ ایک خاص اور ممتاز مقام ہے جو خدا تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے لیکن جہاں تک غیر دنیا کا تعلق ہے ابھی تک میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ جرمنی کے خدام ابھی اپنے ماحول پر اثر انداز نہیں ہو سکے اس پہلو سے یورپ کے دیگر خدام بھی میرے مخاطب ہیں۔ ہر چند کہ اندرونی طور پر مجالس خدام الاحمدیہ میں غیر معمولی سرگرمی کے آثار پائے جاتے ہیں لیکن جہاں تک بیرونی دنیا سے تعلق کا سوال ہے اس پہلو سے سہرا جرمنی کے خدام کے سر نہیں بلکہ خدام الاحمدیہ یونائیٹڈ کنگڈم یعنی انگلستان کے سر پر ہے وہ اس لحاظ سے آپ سے آگے بڑھ چکے ہیں اور بہت سے مواقع پر انہوں نے ایسی تقریبات منعقد کیں اور ابھی بھی اسی قسم کی اور تقریبات منعقد کرنے کے کچھ منصوبے بنا چکے ہیں کچھ آئندہ بنائیں گے جن سے خدام الاحمدیہ کو اپنی ہی قسم کی دوسری تنظیمات سے رابطہ پیدا کرنے کا موقعہ ملے اور وہ خدام الاحمدیہ کے اخلاق اور خدام الاحمدیہ کے خاص کردار سے متاثر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جرمنی کی جماعت کے لیئے اس میدان میں آگے بڑھنے کے بہت سے مواقع موجود ہیں اور انگلستان کی جماعت کیلئے بھی ابھی اور بہت سے آگے بڑھنے کے مواقع موجود ہیں اور یہ کام نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ تبلیغ کے لحاظ سے میں اس بات پر ہمیشہ زور دیتا ہوں کہ انفرادی تبلیغ ہی سے درحقیقت کامیابیاں وابستہ ہوا کرتی ہیں اور اجتماعی اور لٹریچر کے ذریعے پیغام پہنچانے کی جو کوششیں ہوتی ہیں وہ دلوں پر عمومی اثر تو ڈال دیتی ہیں، دماغوں کو بالعموم مائل تو کر دیتی ہیں مگر انسانی واسطے اور انسانی تعلق کے بغیر، خصوصاً انفرادی کردار کو دیکھے بغیر لوگ مذہب تبدیل کرنے کا فیصلہ نہیں کیا کرتے۔ پس وہ نصیحت اپنی جگہ ہے اور اس موضوع پر میں بارہا پہلے بھی آپ سے خطاب کر چکا ہوں لیکن جہاں تک اجتماعی تعلق کا سوال ہے یعنی اجتماعی طور پر دوسری تنظیموں کے ساتھ رابطہ پیدا کرنا اس کو بھی اس سلسلہ میں ایک بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ آج کل یورپ میں جوانوں کی تنظیمیں بہت ہی زیادہ مستعد ہو رہی ہیں اور بالعموم آج کے دور میں یورپ کے نوجوان جب بھی کوئی تنظیم کی شکل اختیار کرتے ہیں تو وہ تنظیم اپنے ماضی کے خلاف بغاوت

کا علم بلند کر رہی ہوتی ہے' اور یہ قدر مشترک صرف یورپ کے نوجوانوں کی تنظیم کی ہی نہیں بلکہ امریکہ اور دیگر مغربی دنیا میں بھی یہی رجحانات ہیں جو سر اٹھا رہے ہیں۔ پس ایک طرف تو خدام الاحمدیہ کی تنظیم ہے جو اپنے ماضی کے ساتھ اپنے روابط کو مضبوط کرنے کیلئے کوشاں ہے اور ماضی کی کھوئی ہوئی قدروں کو دوبارہ اپنی ذات میں زندہ کرنے کے لئے پروگرام بنا رہی ہے دوسری طرف دنیا کے یہ نوجوان ہیں جن کا رخ اپنے ماضی سے ہٹ کر کسی ایسی سمت میں ہے جسے ابھی تک وہ معین نہیں کر سکے، اس پہلو سے ہمارا ان سے رابطہ اور تعلق بہت ضروری ہے لیکن میں آپ کو یہ بات سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ بظاہر یہ دو رُخ مختلف ہیں لیکن حقیقت میں یہ رخ مختلف نہیں ہیں۔ یورپ کا ماضی اسلام سے زیادہ دور تھا۔ یورپ کے ماضی کا مزاج اسلام کے خلاف بہت زیادہ مشتعل تھا اور حد سے زیادہ غلط فہمیوں پر مبنی تھا۔ اس لئے اگر یورپ کے نوجوان اپنے ماضی کے خلاف بغاوت کرتے ہیں تو وہ اسلام سے دور نہیں ہٹتے بلکہ اسلامی قدروں کے قریب تر آتے ہیں یا آ سکتے ہیں اس لئے ان کی بغاوت یعنی ان کی اپنے ماضی سے بغاوت آپ کے اپنے ماضی سے قریب ہونے کے مخالف رَو پیدا نہیں کرتی بلکہ اس کے موافق رو پیدا کرتی ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

تو ابھی اس تبدیلی کے آثار یورپ میں نمایاں نہیں تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے جو فراست عطا فرمائی تھی یہ اس فراست کا کرشمہ تھا کہ آئندہ پیدا ہونے والے رجحانات کو آپؑ نے ایک سو سال پہلے مشاہدہ کیا اور اس مشاہدے کو یقینی اور قطعی سمجھتے ہوئے اس پر بناء کرتے ہوئے آپؑ نے دنیا کو یہ خوشخبری دی کہ خواہ تم مجھے دیوانہ سمجھو' اسلام کی طرف میں یورپ کے مزاج کو آتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور مجھے فتح اسلام کا وہ یوسف دکھائی دینے لگا ہے اس کی خوشبو آ رہی ہے۔ جیسے حضرت یعقوبؑ کو اپنے پیارے یوسفؑ کی خوشبو آئی تھی۔ جیسے یعقوبؑ کو اس کے بیٹوں نے دیوانہ کہا تھا اور کہا تھا کہ تو تو یوسف کے عشق میں پاگل ہو چکا ہے، اور ایسی فرضی باتیں سوچتا رہتا ہے جن کا کوئی وجود نہیں۔ اسی طرح میں اسلام کی فتح کا دیوانہ ہو چکا ہوں۔ لاکھ تم مجھے دیوانہ کہتے رہو، مگر مجھے تو اپنے یوسفؑ کی خوشبو آنی شروع ہو گئی ہے۔ یہ سو سال پہلے کی بات ہے۔ آج تو وہ خوشبو اپنی مہک کے ساتھ بڑی نمایاں ہو چکی ہے، اور ان نوجوانوں کا جن کا میں نے ذکر کیا ہے رجحان اپنے ماضی سے ہٹ کر کسی ایسے مستقبل کی طرف مائل ہوا ہے جس کی نشان دہی وہ ابھی تک نہیں کر سکے۔

آج بھی ان کو معلوم نہیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ کس طرف ان کا رخ ہے اور کون سا ایسا مقام ہے جسکی جانب بڑھنے سے ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہو سکتا ہے' مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سو سال پہلے اس مقام کی نشان دہی فرما دی۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان کا مزاج اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ اب بظاہر آج بھی اسلام کے خلاف غلط فہمیاں موجود ہیں اور بظاہر آج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام کے مقام کو یہ لوگ نہیں سمجھ رہے اور بعض اپنی بدنصیبی اور بدبختی کی وجہ سے حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے خلاف دشنام طرازی سے بھی باز نہیں آتے اور ایسے خبیثانہ لٹریچر جیسے سلمان رشدی نے لکھا اس کی تعریف میں بھی رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ ان کا مزاج بالعموم اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے کیونکہ یہ زیادہ معقولیت اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ فرضی تصوّف میں یقین رکھنے سے یہ انکار کر چکے ہیں اور جو بھی سچائی کی حقیقت اس پر روشن ہوئی اس کو قبول کرنے پر ان کے دل آمادہ ہیں۔ پس غلط فہمیوں کو دور کرنا یہ آپ کا کام ہے یہ میرا کام ہے یہ ہم سب کا مشترکہ کام ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسّلام نے نہیں فرمایا کہ یہ مسلمان ہو رہے ہیں فرمایا ان کا مزاج اسلام کے قریب آ رہا ہے پس جہاں تک نبض شناسی کا تعلق ہے اگر قومی لحاظ سے آپ مغرب کے نوجوانوں کی نبض پر ہاتھ رکھیں تو یہ کہنے میں کوئی بھی باک محسوس نہیں کریں گے کہ ان کا مزاج دن بدن اسلام کے قریب آ رہا ہے' ان کے تکبر ٹوٹ رہے ہیں۔ انسان اور انسان کے درمیان جو نفرت کی دیواریں تھیں وہ بہت سی جگہ کم ہو رہی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ نوجوان ایک نئی دنیا ایک نئے نظام کی تلاش میں ہیں۔ پس اس پہلو سے ان سے جماعت احمدیہ کا وسیع پیمانے پر رابطہ ضروری ہے اگر آپؑ نے ایسا نہ کیا' اگر ایسا کرنے میں آپ نے دیر کر دی تو بعض دوسری تنظیمیں جو وقتی طور پر چمک دمک رکھتی ہیں، ایک عارضی کشش رکھتی ہیں وہ ان کی توجہ کو اپنی طرف سمیٹ لیں گی۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ابھی بھی ہرے کرشنا تحریک کی طرف مائل دکھائی دیتے ہیں۔ کئی ان میں سے بدھسٹ ہو رہے ہیں۔ کئی اور کئی قسم کے مشرقی مذاہب کی جستجو کر رہے ہیں۔ کسی کو اگر

اور دلچسپی اسلام میں نہ بھی نظر آئے تو صوفی ازم کی طرف ان کا میلان نمایاں نظر آرہا ہے، ہر ایسی چیز کی تلاش میں ہیں جن سے اپنا حال اور اپنے ماحول کو بھلا کر کسی خیال میں گم ہو جائیں۔ اگر آپ کی مزاج شناسی کی آپ اہلیت رکھتے ہوں تو آپ یقیناً اس بات کی تصدیق کریں گے کہ یہ اس وقت بھاگنا چاہتے ہیں شعور سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ اب باہر کی دھوپ سے بھاگنا چاہتے ہیں اور بھاگنا چاہتے ہیں کسی ایسی جگہ جس کا علم ان کو نہیں مگر سمجھتے ہیں کہ ہم تھک چکے ہیں دنیا کی پیروی سے، ہمیں اطمینان چاہیئے۔ اور وہ اطمینان یہ ان فرضی اطمینان گاہوں میں حاصل کر رہے ہیں جن کا میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔ لیکن لمبا عرصہ تک یہ تحریکات یہ نظریات ان کے دلوں کو مطمئن نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ایک سطحی کشش ہے۔ ان باتوں میں گہرائی کوئی نہیں۔ ہرے کرشنا میں اگر کوئی کشش ہے تو یہی کہ چھٹے بجا کر اور گانے کے ذریعے انکے اندر جو بعض تمدنی رجحانات پائے جاتے ہیں ان کی وہ تسکین کریں اور دوسری ذمہ داریوں سے ان کو آزاد کر دیں اور وقتی طور پر ایک قسم کے نشہ میں مبتلا ہو کر یہ سمجھیں کہ ہم نے اپنے لئے جنت حاصل کر لی ہے مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ ان کا شعور بھی بیدار ہو رہا ہے، ایک پہلو سے ان کے اندر منطق کی قوتیں جس طرح آج روشن ہیں اس سے پہلے کبھی روشن نہیں ہوئی تھیں۔ اس لئے زیادہ دیر تک ایک بے دلیل جنت میں یہ رہ نہیں سکتے ان کو مطمئن کرنے کیلئے اسلام کی منطق کی ضرورت ہے، ایک ایسی منطق جو دل اور دماغ کے درمیان فاصلے دور کر دے جہاں سوچ اور جذبات ایک ہی ساتھ دھڑکتے ہوں اور جہاں خدا کے قول اور خدا کے فعل میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ یہ وہ چیز ہے جو اسلام کے سوا کسی مذہب میں اس وقت موجود ہے نہ کوئی مذہب اس پہلو سے اسلام کے قریب تر پہنچا ہے۔

پس یہ اسلام ہی ہے جس نے بالآخر قوموں کے لئے قلبی سکون کا کام کرنا ہے۔ لیکن کون سا اسلام ؟ یقیناً وہ اسلام نہیں جو ایران کے شیشے میں دیکھا جاتا ہے یا لیبیا کے آئینے میں دکھائی دیتا ہے یا سعودی عرب کے چہرے پر جس کے آثار دکھائی دیتے ہیں اور جس سے آزاد قوموں کی طبیعتیں متنفر ہوتی ہیں اور دور بھاگتی ہیں۔ وہی اسلام اور صرف وہی اسلام آج انہیں قائل کر سکتا ہے جو خود حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تھا جس میں دل جیتنے کی ویسی ہی طاقت تھی جتنی دماغ جیتنے کی طاقت تھی۔ جو بیک وقت دلوں اور دماغوں کو مطمئن کرنے والا اسلام تھا۔ جس کے اندر غیر معمولی رحمت تھی اور تمام بنی نوع انسان کی طرف جو پیار سے جھکنے والا اسلام تھا یہ وہی اسلام ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج دوبارہ زندہ کر کے آپ کے سامنے پیش کیا اور آج آپ اس کے نمائندہ ہیں۔

پس اس پہلو سے یہ حسین اسلام انسان کے کردار میں جو پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے اور جو حسین تبدیلیاں پیدا کرتا ہے اس کی تصویر ہمارے خدام کو دکھانی ہے کیونکہ یہ اسلام محض تصورات کی دنیا میں رہتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے حسن کا گرویدہ نہیں کر سکتا یہ اسلام زندہ وجودوں کی صورت میں دکھائی دینا چاہیئے ایسی تنظیمات کی شکل میں اس اسلام کو ان سے رابطہ کرنا ہوگا، جیسی خدام الاحمدیہ کی تنظیمات ہیں۔ اسے وہ آپ کی ذات میں جاری ہوتا دیکھیں گے تو پھر اس کے حسن کے گرویدہ ہوں گے۔ پس قومی سطح پر وسیع لحاظ سے خدام الاحمدیہ کو نوجوانوں کی دیگر تنظیمات سے رابطے کے ایسے پروگرام بنانے چاہئیں کہ یہ یا ان کے نمائندے آپ کی تقریبات میں آئیں اور تقریبات کو اس مقصد کی خاطر تشکیل دیا جائے کہ آنیوالے یہ سمجھیں کہ یہ نوجوان ہم سے زیادہ مطمئن زندگی گذار رہے ہیں ان نوجوانوں کو کچھ ایسی دولت مل گئی ہے کہ ان کے چہروں پر جو طمانیت ہے اس کی کوئی مثال دوسری جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ ان کے کردار میں ایک نئی شان پیدا ہو چکی ہے اور وہ شان ایسی ہے کہ جو حاصل کئے بغیر انسان کو عطا ہوا نہیں کرتی۔ کئی دفعہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے قافلے کے ساتھ جو سفر کرنے والے نوجوان ہوتے ہیں اگر ان کو کھانا نہ کھلایا گیا ہو تو ان کے چہرے پر بھوک کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کی آنکھیں دیکھ کر اور چہرے کا رنگ دیکھ کر میں ان سے پوچھتا ہوں کیوں ابھی تک آپ کو کسی نے کھانا نہیں دیا۔ اور جب انہوں نے کھانا کھایا ہو تو چہرے کی طمانیت کا رنگ ہی اور ہوتا ہے۔ انسان دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے کہ آج نہ صرف کھانا ملا ہے بلکہ اچھا کھانا ملا ہے اور سیر ہو کر کھایا گیا ہے۔ تو روحانی کھانے کا کیوں طبیعتوں پر ایسا اثر نہ ہو کیسے ممکن ہے کہ اسلام آپ کی روحوں کو سیراب کر چکا ہو، اسلام کی غذا آپ کے دلوں کو مطمئن کر چکی ہو اور آپ کے چہروں پر وہ غیر قومیں طمانیت کے آثار نہ دیکھیں۔ ناممکن ہے۔

پس خالی دلوں کو لے کر ایسے خون کے ساتھ جس میں اسلام سرایت نہ کر چکا ہو آپ دنیا کی قوموں کو نہ اپنی طرف متوجہ کر سکتے ہیں، نہ اسلام کی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔ پس تقریبات ایسی منعقد کیا

کریں بعض دفعہ جن میں غیر تنظیموں کو بلایا جائے۔ ان کے ساتھ قدرِ مشترک ڈھونڈی جائے ان کو بتایا جائے ایک طریقہ تم نے اختیار کیا ہے جسے تم سمجھتے ہو کہ تمہارے دلوں کی پیاس بجھ رہی ہے ایک ہمارا بھی طریقہ ہے اس کو بھی آکر دیکھو اور دیکھو کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فرق ہے!

ہمیں ایک ایسی طمانیت نصیب ہو چکی ہے، جس کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ صرف یہ دنیا ہی نہیں بلکہ اس دنیا کے بعد کے مقاصد کو بھی ہم نے پا لیا ہے۔ یہ وہ مقصد ہے جسے خدام الاحمدیہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے ماحول کی اپنے گردو پیش کی تنظیمات سے رابطے قائم کرنے چاہئیں۔ آپ کے اندر خواہ کتنا ہی جوش و خروش ہو، خواہ آپ کے اندر کتنی ہی حرکت پائی جائے اور قوتِ عمل جاری و ساری دکھائی دے روابط کے بغیر آپ اپنے ماحول کو متحرک نہیں کر سکتے۔

آپ نے موٹروں کو دیکھا ہے یعنی موٹر کاروں کو۔ اس میں کلچ ہوتے ہیں، گیئرز ہوتے ہیں۔ انجن خواہ کتنی ہی تیز رفتاری سے گھوم رہا ہو اگر کلچ کے ذریعہ آپ گیئر کے ساتھ انجن کا تعلق پیدا نہ کریں تو کار حرکت میں نہیں آئے گی۔ اس لئے آپ کو خدا تعالیٰ نے کار کے طور پر نہیں انجن کے طور پر پیدا کیا ہے آپ نے ساری دنیا کی گاڑی کو چلانا ہے۔ آپ کی اندرونی حرکت اپنی ذات میں آپ کی صحت کی علامت تو ہے لیکن آپ کی زندگی کا آخری مقصد نہیں جب تک ایسے گیئر کا انتظام نہ کیا جائے جس سے آپ کی حرکت آپ کے گردو پیش میں منتقل ہونے لگے اور گردو پیش کی تنظیمات کو متحرک کر دے جب تک ایسا نہ ہو اس وقت تک آپ اپنے اعلیٰ مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے یا جس مقصد کی خاطر آپ کو پیدا کیا گیا ہے اس کی تکمیل سے آپ اگر پوری طرح محروم نہیں رہیں گے تو بہت حد تک محروم رہیں گے تو اس لئے اب ضرورت ہے اس بات کی بھی کہ ہم اپنے گردو پیش سے ایسا تعلق پیدا کریں جو ان کو حرکت میں لائے۔ اس ضمن میں ایک تنبیہہ کی بھی ضرورت ہے اور جیسا کہ میں نے مثال پیش کی تھی عمداً اس غرض سے یہ مثال چنی تھی تاکہ اس کے اندر جو تنبیہہ شامل ہے اس سے بھی میں آپ کو واقف کر دوں۔ کاروں میں گیئرز کا انتظام ہوتا ہے یعنی پہلا گیئر، دوسرا گیئر، تیسرا گیئر، چوتھا گیئر اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اچانک انجن پر زیادہ بوجھ پڑ جائے تو بعض دفعہ انجن ٹوٹ جایا کرتا ہے اور اچانک بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ باوجود اس کے کہ اس کے اندر طاقت ہوتی ہے مثلاً ایک کار کے انجن میں یہ بھی طاقت ہے کہ وہ سو میل کی رفتار سے گاڑی کو چلائے یا ایک سو بیس میل یا ایک سو چالیس میل کی رفتار سے گاڑی کو چلائے لیکن جب آپ انجن کا تعلق گیئر سے کرتے ہیں تو پہلے اس گیئر سے کرتے ہیں جو دس میل سے زیادہ رفتار سے گاڑی کو نہیں بڑھاتا اس کے بعد چالیس میل یا پچاس میل والے گیئر سے تعلق پیدا کرتے ہیں اس سے بڑھ کر پھر اس آخری گیئر سے جس پر انجن اپنی پوری قوت کو اپنے ماحول میں منتقل کر دیتا ہے۔ پس ایسے موقعوں پر جہاں ایک قوت کا ایک ساکت چیز سے رابطہ قائم کرنا ہو ایک جامد چیز سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہوا کرتا ہے کہ حکمت اور تدبیر کے ساتھ کام کیا جائے اور تدریج کو اختیار کیا جائے ورنہ آپ کے انجن پر بد اثرات پڑیں گے۔ اگر اچانک مثلاً آپ اِن غیر قوموں کی تنظیمات سے پورا رابطہ قائم کر لیں تو آپ میں سے بہت سے ہیں جن کے دلوں کو زنگ لگ جائیں گے، بہت سے ایسے ہیں جو اس رابطے کا IMPACT برداشت نہیں کر سکیں گے وہ سمجھیں گے کہ یہ تو غالب لوگ ہیں، یہ تو طاقت والے لوگ ہیں، یہ زیادہ مزے اٹھا رہے ہیں اور بجائے اس کے کہ گہرائی کے ساتھ ان کی لذتوں کا جائزہ لے سکیں اور یہ معلوم کر سکیں کہ ان کی لذتیں عارضی اور فانی ہیں ان کی لذتوں کے بعد سر دردیاں ہیں، بہت سی تکلیفیں ہیں بہت سے دکھ ہیں جن میں خود بھی مبتلا ہوتے ہیں اور سوسائٹی کو بھی مبتلا کرتے ہیں آپ وقتی طور پر نوجوان ہونے کے باعث سمجھ سکتے ہیں کہ او ہو یہ تو ہم سے زیادہ اچھی زندگی بسر کر رہے ہیں کیوں نہ خدام الاحمدیہ سے نکل کر ان لوگوں میں شامل ہو جایا جائے۔ پس آپ کا انجن ان کو متحرک کرنے کی بجائے خود جامد ہو جائے گا اس لئے رابطوں میں تدریج کی ضرورت ہے اور حکمت بھی بہت ضروری ہے۔ پس اس لئے میں نے افراد کو نہیں کہا کہ آپ رابطے کریں، میں نے تنظیم کو کہا ہے کہ تنظیم باقاعدہ منصوبے بنا کر اپنے غیروں سے ایسے روابط پیدا کرے کہ ان کو رفتہ رفتہ طاقت کے مطابق اپنے ساتھ جذب کریں اور اسلام کے پہیے کے مطابق ان کو حرکت میں لائیں۔ ان بہترین صفات کو حرکت میں لائیں جو نوبل یعنی اعلیٰ پائے کی معزز صفات کہلا سکتی ہیں۔ بزرگ صفات کہلاتی ہیں جن صفات کے اندر یہ خدا تعالیٰ نے خاصیت رکھی ہے کہ ان صفات کے متحرک ہونے کے نتیجہ میں انسان خود اپنے آپ کو بزرگ اور معزز سمجھنے لگتا ہے اور پھر بزرگ اور معزز ہستی سے اس کے تعلق قائم کرنے کے زیادہ امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس اس

پہلو سے بہت سے منصوبے بنانے کی ضرورت ہے، بہت سے پروگرام بنانے کی ضرورت ہے اور ان پروگراموں کو دلچسپ بنانے کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ یہ قومیں سرِدست ظاہری کشش اور دلچسپیوں میں اتنا کھوئی جا چکی ہیں ان سے ایسی وابستہ ہو چکی ہیں کہ کوئی ایک حرکت جس میں کوئی چمک دمک نہ ہو ان کی آنکھوں کو خیرہ نہیں کر سکتیں۔ ان کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتیں، پس آپ ایسے پروگرام بھی بنا سکتے ہیں جن میں کوئی دلچسپی بھی ہو۔ مثلاً کھیلوں کے ذریعہ آپ ان سے روابط استوار کر سکتے ہیں آغاز میں، اور بہت سے ایسے پروگرام دلچسپ سوچ سکتے ہیں جو علمی رنگ رکھتے ہوں لیکن دلچسپ ہوں، اور ان کے نمائندگان کو دعوت دیں، ان سے روابط بڑھائیں۔ ان کو بتائیں کہ ہم یہ یہ کام کرتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ اپنے زیادہ سنجیدہ کاموں سے بھی ان کو متعارف کرانا شروع کریں، کوئی شخص بھی جماعت احمدیہ کی وقارِ عمل کی روح سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سب سے زیادہ گہرا اثر کرنے والی چیز جو جماعت احمدیہ کی تنظیم میں پائی جاتی ہے جس کا بہت ہی وسیع اور گہرا اثر میں نے دیکھا ہے احمدیوں کی وقت کی قربانی اور اس قربانی کے نتیجہ میں عظیم الشان کام سرانجام کام دینا ہے۔

اب ہمارے جلسہ سالانہ انگلستان میں جو اس صدی کا پہلا ایسا جلسہ تھا جس میں خلیفۃ المسیح نے بھی شرکت کی تھی اس لحاظ سے اُسے مرکزی حیثیت ہوئی۔ اب آئندہ وقت بتائے گا کہ یہی جلسہ مرکزی جلسہ بنتا ہے یا کسی اور جلسے کو خدا تعالیٰ یہ سعادت بخشے۔ مگر بہرحال سرِدست ہم یہ کہہ سکتے ہیں اس صدی کا پہلا مرکزی جلسہ وہی تھا جو انگلستان میں منعقد ہوا۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا بھر سے وہاں نمائندگان آئے اور ان میں سے ہر ایک نے جو تأثرات مجھ سے بیان کئے یا بعد میں خطوط کے ذریعے لکھے وہ جماعت احمدیہ کی بِلّٰہ قوتِ عمل سے بے حد متاثر دکھائی دیا۔ انہوں نے ہمارے پریس کو دیکھا، ہمارے روٹی پلانٹ کو دیکھا انہوں نے ہمارے طوعی خدمت کے نظاموں کو حرکت کرتے دیکھا، کھانا کھلاتے ہوئے لوگوں کو دیکھا، روٹیاں تقسیم کرتے ہوئے دیکھا۔ پہروں پر مستعد دیکھا۔ یہ ساری وقارِ عمل ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ پس اس کے نتیجے میں ان کے دلوں پر بہت ہی گہرے اثرات قائم ہوئے ہیں۔ آج ہی میں آنے سے پہلے ڈاک کا مطالعہ کر رہا تھا تو دو وزراء جو مختلف ملکوں سے شریک ہوئے تھے ان کے خطوط دیکھے۔ دونوں الگ الگ ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر دونوں نے جماعت احمدیہ کی روحِ وقارِ عمل کی اتنی تعریف کی ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو تو آپ نے جیت لیا ہے اس چیز سے اور وہ دونوں لکھتے ہیں ایک ہی بات کہ ہم نے ساری زندگی میں کبھی ایسی چیز نہیں دیکھی۔ تو آپ کے سنجیدہ کاموں میں بھی گہری کشش ہے اور اتنی گہری کشش ہے کہ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے راہنما بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہی بات انگلستان کے ایک بہت ہی معزز راہنما نے اپنے ایک خط میں امیر صاحب انگلستان کو لکھی ہے، اس سے پہلے کی بات ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب میں پولیس کے جو چیف کانسٹیبل ہیں اس سارے علاقے کے، ان سے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ آپ کا اس جلسے میں شامل ہونے والوں کے متعلق کیا تأثر ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس نے مجھ سے یہی بات کہی کہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسے لوگ نہیں دیکھے، وہ کہتے ہیں کہ پولیس تو وہاں خوامخواہ کھڑی تھی وہاں پر اس سارے انتظام کو چلانے کی خاطر بلکہ ایک عام نظر رکھنے کیلئے ایک مرد کانسٹیبل اور عورت کانسٹیبل کافی تھے۔ عورت اس لئے کہ عورتوں کا نظام الگ تھا لیکن وہ اس لئے ضروری تھے کہ حکومت کی موجودگی وہاں ہونی چاہیئے ورنہ وہ کہتے ہیں اس نے مجھے کہا جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے ہم میں سے کسی کی کوئی ضرورت وہاں نہیں تھی، پھر انہوں نے اس دوسرے وقارِ عمل کے مظاہروں کی جو خاموش مظاہرے از خود ہوتے چلے جا رہے تھے ان کی بھی بہت تعریف کی۔

پھر جن ملکوں سے خطوط آ رہے ہیں جہاں واپس جا کر ان معززین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے بلا استثناء ہر جگہ سے یہی اطلاع ملتی ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کی قوتِ عمل سے اتنا مرعوب ہیں اور ایسا حسین تصوّر یہاں سے لیکر گئے ہیں کہ واپس جا کر اس کی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔ پس آپ کے اندر خدا تعالیٰ نے وہ صفات رکھی ہیں جو بظاہر سرسری نگاہ میں کشش کا موجب نہ بھی ہوں مگر جو آپ کے قریب آئے گا جسے موقعہ ملے گا کہ گہری نظر سے دیکھے وہ متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ پس اتنی قوتِ مؤثرہ کے حامل ہونے کے باوجود آپ اس کو اسلام کی خدمت میں استعمال نہ کریں اور اپنے ماحول کو اس قوتِ متاثرہ سے اجنبی اور ناواقف رکھیں، یہ تو کوئی اچھی بات نہیں، آپ کو خدا نے ایک دولت دی ہے اس کو استعمال کریں، استعمال سے یہ وہ دولت ہے جو کم نہیں ہو گی بلکہ بڑھتی چلی جائے گی جتنے زیادہ لوگ آپ کی ان خاموش خوبیوں سے واقف ہوتے چلے جائیں گے اتنا ہی خدا تعالیٰ آپ کے اندر یہ جذبہ اور بڑھاتا چلا جائے گا پس مجلس خدام الاحمدیہ کو میں یہ پروگرام دے رہا ہوں

کہ وہ آئندہ غیر تنظیموں سے جو نوجوان تنظیمیں ہیں اس رنگ میں رابطے استوار کریں کہ وہ باقاعدہ منصوبے کے مطابق رابطے بنائے گئے ہوں۔ اور ان کا مقصد یہ ہو کہ اسلام نوجوانوں کو جو طمانیت کی دولت بخشتا ہے' اسلام نوجوانوں کو جو قوت عمل عطا کرتا ہے اور اس قوت کے عملی نتیجے میں مسلمان نوجوان جس طرح ایک اعلیٰ روحانی لذت پاتے ہیں وہ نمونے کے طور پر ان کو دکھائی جائیں اور ان کو بتایا جائے کہ اصل دائمی زندگی یہی ہے۔ اور باقی باتیں جن کی تم پیروی کرتے ہو عارضی اور فانی اور بے معنی اور بے حقیقت ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ جرمنی جس کے متعلق میں نے پہلے بھی اظہار کیا ہے خدا کے فضل سے بڑی مستعد بڑی مخلص بڑی فعال جماعت ہے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو قوتِ عمل کے نا ختم ہونے والے ذخیرے عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ ان ذخیروں سے باقاعدہ تنظیم کے مطابق جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے آپ استفادہ کریں اور دعا بھی کرتے رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مؤثر رکھے اور متاثر نہ بنائے۔ ماحول میں خوبیاں بھی بعض ہیں ان کے متعلق میں آئندہ خطاب میں آپ سے بات کروں گا۔ میں ضمناً ان کا ذکر کروں گا لیکن اس سے پہلے گذشتہ خطابات میں میں یہ بات کھول چکا ہوں کہ یہ بات جھوٹی اور غلط ہے کہ گویا ہم ہی خوبیوں کے مالک ہیں اور باقی لوگ خوبیاں نہیں رکھتے۔ آپکے ماحول میں دوسری تنظیمیں جو آپ سے روابط اختیار کریں گی۔ ان میں خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ پس آپ جب یہ روابط قائم کریں گے تو ان کی خوبیوں پر نظر رکھتے ہوئے یہ بھی کوشش کریں کہ آئندہ جب وہ آپ سے ملیں تو اپنی بہت سی خوبیاں آپکے اندر پائیں اور آپ کی خوبیوں میں اضافہ ہوتا ہوا دیکھیں اور پھر جب وہ آپ سے دوبارہ ملیں تو پھر آپ کی خوبیوں میں اضافہ ہوتا ہوا دیکھیں۔ یہاں تک کہ ان کی خوبیوں کے بھی آپ ہی علمبردار بن جائیں اور اپنی خوبیوں کے بھی آپ ہی علمبردار بن جائیں اور حُسن کے ایک ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جائیں جو اپنے ماحول کو عاشق بنا دیا کرتا ہے۔

پس یہ عشق اور محبّت ہے جو دنیا کے دلوں پر فتح یاب ہوگی۔ محض تقریریں اور محض نظریات غالب نہیں آیا کرتے بلکہ دلوں کو مائل کرنا بہت ضروری ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

OZEAN-REISEN

دُنیا بھر کی سستی ٹکٹوں کیلئے

ہر قسم کی انشورنس کیلئے

ہم سے رابطہ قائم کریں

Zia ud Din

TEL. 030 453 90 82-83
FAX 030 453 59 43
TELEX 186 742 OZEAN

Torfstraße 19
D-1000 Berlin 65
West Germany

ALI - HUSSAIN OHG.
PORZELLANHOF STR. 6
6000 FRANKFURT / M

Piccadilly

TELEFON (069) 281015
TELEX : 414999 STYMO D
FAX : 06103/33166

والوں کی طرف سے ایک اور خوشخبری

Piccadilly Mode کے ساتھ ساتھ Piccadilly Reisebüro

کا افتتاح یکم جولائی سے ہو چکا ہے

- خواتین کے لیئے بہترین جاپانی کپڑا،
دلفریب ڈیزائنوں اور رنگوں میں ساڑھیاں
اور سویٹرز پہلے سے بھی ارزاں قیمتوں پر دستیاب
ہیں۔ ماڈرن ڈیزائنوں میں یورپین، پاکستانی
اور انڈین ریڈی میڈ ملبوسات کا واحد مرکز

- چونکہ ہم کپڑا خود امپورٹ کرتے ہیں
اس لیئے ہم کپڑے کی کوالٹی کے ساتھ ساتھ
مناسب قیمتوں کی گارنٹی بھی دیتے ہیں

- آپ کے آرام دہ سفر کے لیئے
ہم نے آپ کے لیئے دنیا کی
بہترین ائرلائینز
کا انتخاب کیا ہے،

- ہمارا نصب العین
بہترین سروس بکنگ کی گارنٹی اور سستے ٹکٹ
پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش اور تھائی لینڈ
کے سپیشلسٹ

REMEMBER!!!!!

WE SET THE STANDARD OF COMPARISON

”مگر وہ نام لیتے ہیں خدا کا اِس زمانے میں“!

پاکستان ہائی کورٹ کے ایک ایڈووکیٹ جناب اصغر علی گھرال کا اپنی کتاب ”اسلام یا مُلّا ازم“ میں جرأت مندانہ اظہارِ خیال

ارسطوؔ نے کہا تھا بلاشبہ افلاطون مجھے عزیز ہے مگر سچائی عزیز تر ہے۔ بغیر جرأتِ اظہار کے سچائی ممکن نہیں اور سچائی کے بغیر نیکی کا تصوّر محال ہے!

اہلِ ایمان کا وہ فطری ردّعمل کہ جہاں بھی جبر یا بے انصافی دیکھیں برداشت نہ کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ”سچے مومن حق بات کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے“ یا قرآن پاک کی یہ واضح ہدایت کہ ”کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس سے ناانصافی پر آمادہ نہ کر سکے (ہر حال میں) انصاف کرو اور یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے“۔ یہ سب باتیں ہمیں (سوائے چند نفوسِ قدسیہ کے) من حیث القوم کیوں بھولتی جا رہی ہیں اور ہم اپنی بزدلانہ خاموشی سے کتنے ہی غلط رویوں کو کیوں تقویت دے رہے ہیں؟

جناب اکبر الہ آبادی نے فرمایا تھا ؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

اس زمانے میں یہ شعر شاید شاعرانہ مبالغہ ہوگا۔ کافر انگریز کی حکومت میں خدا کا نام لینے پر کسی نے کوئی پابندی عائد نہیں کی تھی کوئی رپٹ نہیں لکھوائی تھی۔ یہ سعادت صرف موجودہ ’اسلامی‘ دَور کو نصیب ہوئی ہے کہ غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی معبودیت کے اقرار کی اجازت نہیں، یہ جرم قابلِ دست اندازیٔ پولیس ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں آپ گرفتار ہو سکتے ہیں، سزایاب ہو سکتے ہیں، ہو کیا سکتے ہیں ہو رہے ہیں۔ پاکستان کی عدالتوں میں ایسے بے شمار مقدمات چل رہے ہیں جن میں کلمہ طیبہ پڑھنے، کلمے کا بیج لگانے، درود شریف پڑھنے، اذان دینے اور نماز جمعہ کی تیاری کے لئے وضو کرنے کے الزامات میں گرفتاریاں ہوئیں اور ”ثبوتِ جرم“ کے بعد عدالتوں سے باقاعدہ سزائیں دی گئی ہیں۔ ایسے بے شمار واقعات میں سے ۲۵ جون ۱۹۸۷ء کے روزنامہ جنگ لاہور سے ایک چھوٹی سی خبر ملاحظہ ہو عنوان ہے:

”اذان دینے پر قادیانی کو دو سال قید“!

بدوملہی (نامہ نگار) سول جج (با اختیارات دفعہ ۳۰ ضابطہ فوجداری) نارووال نے بدوملہی کے ایک قادیانی نوجوان مسعود احمد بٹ کو جس نے ایک سال قبل اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ”اذان“ دی تھی ایک تحریری درخواست پر مقامی پولیس نے اس کے خلاف مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا تھا۔ تفصیل اس جرم کی یہ ہے کہ قادیانی نوجوان نے باآوازِ بلند کہا تھا:-

”اللہ سب سے بڑا ہے“ ”اللہ سب سے بڑا ہے“
”اللہ سب سے بڑا ہے“ ”اللہ سب سے بڑا ہے“
”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“!
”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں“ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں“
”نماز کی طرف آؤ“، ”نماز کی طرف آؤ“
”بھلائی کی طرف آؤ“، ”بھلائی کی طرف آؤ“۔
”اللہ سب سے بڑا ہے“ ”اللہ سب سے بڑا ہے“۔
”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“۔

اس معروضی صورتِ حال سے چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

کیا اس ”اسلامی مملکت“ میں ”ربّ العالمین“ فقط ”ربّ المسلمین“ ہے؟ اور کیا اب

(i) غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کی اجازت نہیں“؟۔

(ii) غیر مسلموں کو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کرنے کی

اجازت نہیں ؟

(iii) غیر مسلموں کو اجازت نہیں کہ وہ قرآن پاک کو نظام حیات کے لیئے بہترین کتاب ہدیٰ قرار دیں۔ اور کیا ان کو قرآن پاک کی حد اقتول اور احکام پر عمل پیرا ہونے کی اجازت نہیں۔؟

ان سوالات کے "ہاں" میں جوابات کیلئے قرآن پاک سے کیا جواز ہے ؟ اور نفی میں جواب کی صورت میں "کلمہ طیبہ" پڑھنے پر پکڑ دھکڑ اور قید و بند کیوں ہے ؟

انٹی احمدیہ آرڈیننس کو زیر بحث لانا یا اس پر مفصل تبصرہ میرے موضوع سے خارج ہے، ویسے بھی اس آرڈیننس پر صحیح تبصرہ تاریخ ہی کرے گی البتہ اس کے نفاذ کے بعد سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں کے نصف درجن جج صاحبان نے ایک مشترکہ بیان میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ "پاکستان میں سب کو اپنی پسند کے مذہب پر عمل کرنیکی اجازت ہونی چاہیئے"۔ انہوں نے کہا احمدیہ فرقہ یا اور فرقہ کے افراد پر طریقہ عبادت اور کلمہ پڑھنے پر موجود پابندیاں ان حقوق کی شدید خلاف ورزی ہے جن کی ضمانت مملکت کے تمام شہریوں کو دی گئی ہے نیز یہ بنیادی انسانی حقوق کے تصور کی بھی نفی ہے۔ اس بیان پر دستخط کرنے والوں نے قائد اعظم کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں اس تقریر کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ تم آزاد ہو، تم اپنے مندروں میں جانے پر آزاد ہو، تم اپنی مسجدوں اور دیگر عبادت گاہوں میں آزادی سے جا سکتے ہو۔ پاکستان میں تم کسی بھی مذہب یا ذات یا عقیدہ سے تعلق رکھ سکتے ہو۔ کاروبارِ مملکت سے اس کا کوئی سروکار نہ ہوگا"۔

ذیل کے اصحاب نے اس مشترکہ بیان پر دستخط فرمائے تھے :-
سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج جناب فخر الدین جی ابراہیم، مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے سابق جج مسٹر علی سعید، مسٹر فضل غنی، سندھ ہائی کورٹ کے جناب عبد الحفیظ میمن، اے کیو حالے پوتہ اور مسٹر جی ایم شاہ۔

اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ الزام تو لگتا رہا کہ مسلمانوں نے زبردستی کافروں کو کلمہ پڑھوایا۔ البتہ کلمہ پڑھنے والوں کو بنوک شمشیر اس سے باز رکھنے کی کوئی مثال پہلے نہیں تھی!

مگر اس آرڈیننس کے تحت جرائم کی یہ فہرست یہیں تک محدود نہیں رہے گی۔ وقت گذرنے کے ساتھ ملا کے مطالبات اور آرڈیننس کے دائرے وسیع ہوتے جائیں گے! غیر مسلموں کے تمام اعمال جو "مشبہ بالاسلام" ہونے کا احتمال ہے قابلِ دست اندازی پولیس جرائم کی زد میں آسکتے ہیں۔ مثلاً

(۱) احمدیوں کا اپنے نومولود بچوں کے کانوں میں اذان دینا (حالانکہ ہر بچہ فطرت سلیم لے کر پیدا ہوتا ہے اور ہمارے عقیدے کے مطابق وہ "مسلم" ہوتا ہے۔

(۲) رمضان المبارک میں مسلمانوں کی طرح روزہ رکھنا، روزے رکھنے کی تیاری کرنا اور روزے کی افطاری (احمدیوں کو دن کے وقت کھانا کھلوا کر پولیس باقاعدہ ٹیسٹ لیا کرے گی کہ کہیں چوری چھپے روزہ تو نہیں رکھ لیا)۔

(۳) ختنہ کروانے پر (یہ عذر مسموع نہیں ہوگا کہ یہودی اور بعض دیگر اقوام میں ختنہ رائج ہے !)

(۴) مسلمانوں کے سے نام رکھنے پر (حالانکہ بیشتر نام مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں تک میں مشترک ہیں بلکہ با دنیٰ تصرف ہندوؤں اور سکھوں کے بھی وہی نام ہیں)۔

(۵) مسلمانوں کا سا لباس پہننے اور مسلمانوں کی سی داڑھی رکھنے پر!

(۶) وضو کرنے، مسلمانوں کی طرح نماز پڑھنے، گھر میں لوٹا یا مصلّی رکھنے پر !

(۷) قرآن پاک کا پڑھنا اور کتاب اللہ کو گھر میں رکھنا ممنوع ہوگا بلکہ قرآن پاک کے نسخے کی برآمدگی کی صورت میں منشیات اور ناجائز اسلحہ سے زیادہ سزا کا مستحق ہوگا (میں نے اگلے دن ایک ۷۰ سالہ احمدی خاتون کو حفظ کرتے دیکھا ہے وجہ پوچھی تو کہنے لگیں، جب مولوی لوگ یہ خزانہ میرے گھر سے اٹھا کر لے جائیں گے تو تلاوت کیسے کروں گی؟ اور یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی جھڑ رہے تھے)

(۸) ان پر مسلمانوں کی طرح ذبیحہ اور حلال گوشت کھانے پر پابندی لگ سکتی ہے اور 'کافری' کی تصدیق و توثیق کے لیئے ان کو حرام گوشت کھانے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

یہ دائرہ پھیلتا ہی جا رہا ہے مگر کیا آپ اسے مذاق سمجھ رہے ہیں، جب پہلے دن میں نے یہ خبر پڑھی تھی کہ کلمہ پڑھنے پر یا کلمہ کے بیج لگانے پر چند نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو میں نے بھی مذاق ہی سمجھا تھا کہ رب العالمین اور رحمۃ للعالمین کا نام لینے پر پابندی کیسے لگ سکتی ہے،؟ جسٹس ایم آر کیانی مرحوم نے فرمایا تھا کہ بعض انسانی حقوق اتنے بنیادی ہوتے ہیں کہ ان پر پابندی لگائے جانے کا

(باقی صفحہ 350 پر)

بَابُ الْاِسْتِفْسَار

مدیر ماہنامہ "نگار"..... علامہ نیاز فتحپوری کے قلم سے۔

علامہ ممدوح کے نام سید نصیر حسین صاحب سہارنپوری کا مکتوب:

"...... کچھ زمانہ سے آپ احمدی جماعت کی طرفداری میں اظہار خیال کر رہے ہیں اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے بہت متاثر ہیں لیکن شاید آپ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ غیر احمدی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں اور اس حد تک متعصب ہیں کہ عام مسلمانوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات بھی ناجائز سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، اور اپنے سوا سب کو کافر سمجھتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اب رہا میرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ مہدویت و مسیحیت و نبوت، سو اس کی بابت میں مشورہ دوں گا کہ آپ جناب الیاس برنی صاحب کی کتاب "فتنۂ قادیانیت" کا مطالعہ فرمائیے، اس کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میرزا صاحب کے دعوے کتنے لغو و باطل تھے۔"

نگار (۱) اس میں شک نہیں کہ میں احمدی جماعت سے کافی متاثر ہوں، اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اس ان تمام جماعتوں میں جو اپنے آپ کو "مسلمان" کہتی ہیں صرف احمدی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے صحیح معنی میں اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کی اسلامی دنیا نے اسلام کو چند مخصوص عقائد میں محدود کر دیا ہے اور ان سے ہٹ کر کبھی یہ غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی کہ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کے عروج کا تعلق صرف عقائد سے نہ تھا بلکہ اطوار و کردار اور حرکت و عمل سے تھا۔

محض یہ عقیدہ کہ اللہ ایک ہے اور رسولؐ برحق، اپنی جگہ بالکل بے معنی سی بات ہے اگر اس سے ہماری اجتماعی زندگی متاثر نہیں ہوتی اسی طرح مخصوص اوقات میں مخصوص انداز سے عبادت کر لینا بھی بے سود ہے اگر وہ ہماری ہیئت اجتماعی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ تاریخ اور عقل کا فیصلہ یہی ہے پھر غور کیجئے کہ

> اس وقت احمدی جماعت کے علاوہ مسلمانوں کی وہ کون سی دوسری جماعت ایسی ہے جو زندگی کے صرف عملی پہلو کو اسلام سمجھتی ہو اور محض عقائد کو مذہب کی بنیاد نہ قرار دیتی ہو

میں نے جب آنکھ کھولی مسلمانوں کو باہم دست و گریباں ہی دیکھا۔ سنی، شیعہ، اہل قرآن، اہل حدیث، دیوبندی، غیر دیوبندی، بابی، بدعتی اور خدا جانے کتنے ٹکڑے مسلمانوں کے ہو گئے جن میں سے ہر ایک دوسرے کو کافر کہتا تھا اور کوئی ایک شخص ایسا نہ تھا جس کے مسلمان ہونے پر سب کو اتفاق ہو۔ ایک طرف خود مسلمانوں کے اندر اختلاف و تضاد کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف آریائی و عیسوی جماعتوں کا حملہ، اسلامی لٹریچر اور اکابرِ اسلام پر۔ کہ۔ اس زمانہ میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب سامنے آئے اور انہوں نے تمام اختلافات سے بلند ہو کر دنیا کے سامنے اسلام کا وہ صحیح مفہوم پیش کیا جسے لوگوں نے بھلا دیا تھا یا غلط سمجھا تھا۔ یہاں نہ ابوبکرؓ و علیؓ کا جھگڑا تھا نہ "رفع یدین" و "آمین بالجہر" کا اختلاف۔ اور صرف ایک نظریہ سامنے تھا اور وہ یہ ہے کہ:

> اِسلام نام ہے صرف اسوۂ رسولؐ کی پابندی کا اور اس عملی زندگی کا، اس ایثار و قربانی۔ اس محبت و رافت کا۔ اس اخوت و ہمدردی کا اور اس عمل و حرکت کا جو رسول اللہ کے کردار کی تنہا خصوصیت اور اسلام کی تنہا اساس و بنیاد تھی

میرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی مدافعت کی اور اس وقت کی، جب کوئی بڑے سے بڑا عالمِ دین بھی دشمنوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا، انہوں نے سوتے ہوئے مسلمانوں کو جگایا۔ اٹھایا اور چلایا۔ یہاں تک کہ وہ چل پڑے کہ

> آج روئے زمین کا کوئی گوشہ نہیں، جو ان کے نشاناتِ قدم سے خالی ہو۔ اور جہاں وہ اسلام کی تعلیم نہ پیش کر رہے ہوں۔

پھر ہو سکتا ہے کہ آپ ان حالات سے متاثر نہ ہوں لیکن میں کہنے اور سمجھنے پر مجبور ہوں کہ یقیناً بہت بڑا انسان تھا۔ جس نے ایسے سخت وقت میں اسلام کی جانبدارانہ مدافعت کی اور قرونِ اُولیٰ کی اس تعلیم کو زندہ کیا جس کو دنیا بالکل فراموش کر چکی تھی۔

رہا یہ امر کہ میرزا صاحب نے خود اپنے آپ کو ظاہر کیا سو یہ چنداں قابلِ لحاظ نہیں کیونکہ یہ اصلی سوال نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو کیا کہا بلکہ صرف یہ کہ کیا کیا۔ اور یہ اتنی بڑی بات ہے کہ اس کے پیش نظر (قطع نظر روایاتؔ اصطلاحات کے)

> میرزا صاحب کو حق پہنچتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو "مہدی" کہیں کیونکہ وہ "ہدایت یافتہ" تھے۔ "مثیل مسیح" کہیں کیونکہ وہ روحانی امراض کے معالج تھے۔ اور ظلِ نبی کہیں کہ وہ رسولؐ

باقی ص 31 پر

تصوف اور روحانیت کا ایک بڑا نام

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی

عبدالسمیع نون، ایڈووکیٹ سرگودھا

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ہمارے دور کے علم و معرفت تصوف و روحانیت کا ایک بڑا نام ہے۔ آپ کی ولادت موضع راجیکے تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ہوئی۔ یہ گاؤں پھالیہ سے گجرات جانے والی سڑک پر پھالیہ سے ۱۵ میل کی مسافت پر مین روڈ سے ۱½ فرلانگ ہٹ کر ہے۔

کچھ عرصہ کی بات ہے میں سرگودھا سے گجرات جا رہا تھا کہ مشہور قصبہ منگووال کے قریب سڑک پر "راجیکے" کا بورڈ دیکھتے ہی غیر شعوری طور پر میری موٹر کار رک گئی اور میں اس گاؤں کے بلکہ اس سارے علاقے کی روح رواں، شش جہات صفات کے حامل عاشق الہٰی اور عاشق رسولؐ، علم و معرفت کے سمندر، سادگی خاکساری اور بے نفسی کے پیکر، مجسم دعا، معجزات اور تائیدات سماوی کے شاہد و مشہود حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی حسین یادوں میں کھو گیا کچھ دیر سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر پرانے بیتے ہوئے واقعات کی جگالی کرتا رہا۔ چشم تصور میں کبھی حضرت مولوی صاحب درسِ قرآن کریم کے دوران معارف لٹاتے نظر آئے تو کبھی کسی غم و الم میں گھرے ہوئے شخص کی درخواست پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کمال عاجزی اور انکساری سے ربّ دو جہاں کے حضور فریاد کناں دکھائی دیتے ہیں۔

موضع راجیکے میں میری کوئی واقفیت نہیں تھی اور نہ ہی بھرے گاؤں میں میرا کوئی ہم خیال تھا۔ تاہم کشاں کشاں اس گاؤں چلا گیا میں نے حضرت مولوی صاحب کے رشتہ داروں سے ملاقات کی آپ کا رہائشی مکان جو اب آپ کے بڑے بھائی میاں شرف دین صاحب کی اولاد کی ملکیت ہے وہ دیکھا۔ پھر میں نے وہ مخصوص کمرہ دیکھنے کی درخواست کی جس میں حضرت مولوی صاحب آرام فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے سارا وقت اسی کمرہ میں ہی گزارا۔ حضرت موصوف کے عزیزوں نے بڑی محبت کا سلوک کیا۔ انہوں نے اس کمرہ میں ایک پلنگ دکھایا جو مولوی صاحب نے خود اپنے لئے بنوایا تھا اور جب آپ راجیکے تشریف لاتے تو اسے استعمال فرماتے تھے۔ پھر میرے پوچھنے پر اس "بیت الذکر" کی نشاندہی کی گئی جو عین آپ کے مکان کے سامنے تھی جہاں پر آپ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی اسی بیت الذکر میں ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں۔

میں راجیکے گاؤں کی گلیوں میں گھوما پھرا، مجھے اس گاؤں کے گلی کوچے بڑے ہی پیارے لگ رہے تھے اور وہاں کے لوگ بھی، کئی لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ بعض ان میں سے حضرت موصوف کے رشتہ دار بھی تھے اور وہ عمر رسیدہ لوگ جو حضرت مولوی صاحب کے گاؤں میں ورود کے مواقع پر اکثر آپ کی صحبت صالحہ سے فیضیاب ہوتے تھے، حضرت مولوی صاحب کے برادر اکبر میاں شرف دین صاحب کی بہو مسماۃ حاکم بی بی صاحبہ بہت ہی بزرگ خاتون ہیں، انہوں نے مادرانہ شفقت کا اظہار کیا۔ اور اپنے نواسے خاور اعجاز جو کالج کے طالب علم ہیں کی موجودگی میں ملاقات کا شرف عطا کیا۔ یہی وہ نیک بخت خاتون ہیں جنہیں سب سے زیادہ آپ کے قرب اور خدمت کی سعادت نصیب ہوتی تھی۔ انہوں نے آپ کی فیاضی، انکساری، سادگی اور غربا پروری اور قبولیت دعا کے بڑے دلکش واقعات سنائے اور جب وہ یہ واقعات سنا رہی تھیں تو ان پر اور چار کس حاضرین پر رقت اور ربودگی چھا گئی تھی۔ عزیز خاور اعجاز بھی بہت سعید نوجوان ہے مجھے اس میں خاندانی نجابت کی خوشبو آ رہی تھی۔ دونوں نے میرے ہاں سرگودھا میں آنے کی دعوت قبول فرمالی اور اسی اگست کے دوران لے کر آنے کا وعدہ کیا۔ میں نے محترمہ حاکم بی بی صاحبہ کے بیان فرمودہ واقعات نوٹ کر لئے تھے جو بڑے ہی ایمان افروز ہیں اور بے تکلفانہ گھریلو ماحول میں وقوع پذیر ہوئے اور اب تک کہیں

طبع نہیں ہوئے اور نہ ہی کہیں بیان ہوئے۔ وہ ایک طویل مگر شیریں داستان ہے۔

راجیکی گاؤں مجھے ایک عام بستی نہیں لگ رہی تھی اس کے سنگ و خشت اور در و دیوار نے مجھے ایک عجیب غیر مرئی کیف عطا کر دیا تھا، ایک طرف اس گاؤں کی خوش بختی پر رشک آیا کہ اس میں خدا کا ایک بہت پیارا بندہ پیدا ہوا اور انہی گلیوں میں پھرتا پھرتا جوان ہوا۔ آسمانی رسی پر اس کا ہاتھ جو پڑا تو اس نے بڑی عقیدت اور مضبوطی کے ساتھ اسے تھام لیا ایسا کہ وہ وفا اور اخلاص کی علامت بن گیا اور اس نے ایک ہی جست میں بڑی طویل اور کٹھن سلوک کی راہیں طے کر لیں ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

مجھے بتایا گیا کہ نواحی دیہات سعد اللہ پور، دھدرہا اور گدھو وغیرہ میں آپ اکثر دعوت الی اللہ کے لئے جایا کرتے تھے اور کہ اطراف و جوانب میں ایک گاؤں بھی ایسا نہیں جس میں حق و صداقت کی تائید میں آسمانی نشانات نازل نہ ہوئے ہوں جن کی کسی قدر تفصیل "حیات قدسی" میں بھی ملتی ہے لیکن وہ تو صرف نمونہ یعنی مشتے از خروارے تھے۔

خالق سے پیار کی ایک روشن علامت مخلوق الٰہی سے محبت ہوتی ہے اس مخلوق کے جذبۂ خیر خواہی سے مغلوب ہو کر یہ سادہ اور منکسر المزاج اللہ کا بندہ ٹھیٹھ دیہاتی لباس میں ملبوس، دیسی جوتی، کمر میں تہہ بند، کھلا کرتہ، سر پر عمامہ بھی نہیں بلکہ سادہ سی پگڑی لیکن اس غیر دلکش ظاہر کے حامل شخص کا باطن انتہائی خوبصورت، چہرے پر مقبولان الٰہی کی نورانی علامتیں لیئے ہوئے، کرۂ ارض کا گز نے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب سارے غیر منقسم ہندوستان میں دیوانہ وار گھومے اور بڑی وارفتگی اور دلی تپش کے ساتھ مخلوق کو اپنے خالق سے ملانے کی کوشش کرتے رہے۔ اس میدان میں آپ کے کارہائے نمایاں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن ایک ایک واقعہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔

تقسیم ملک سے بہت پہلے کی بات ہے کہ میں نے آریہ سماج کے مقابل پر بھلوال میں آپ کو گوہر افشانی کرتے سنا تھا۔ حضرت ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ایک اجلاس سے قبل سر بازار آپ نے نماز پڑھائی تھی۔ اس نماز کا خاص ایک رنگ تھا اس کا دلگداز سوز آج تک نہیں بھولا۔

آپ کے علم کے کمالات کا بیان مجھ سے ہرگز ممکن نہیں ہے پنجابی، اردو، فارسی اور عربی پر عبور تھا۔ ان میں تقریر و تحریر ایسی روانی سے فرماتے کہ گویا مادری زبانیں ہیں۔ پھر ان ساری زبانوں میں آپ کے پر معارف اشعار بھی ملتے ہیں۔ اگر مخالف کبھی اپنے علم کی نمائش کرتا یا تکبر میں مبتلا ہو کر تعلی کرتا نظر آیا تو آپ کی ایمانی غیرت نے اسے سر مجلس للکار دیا اور اسی مجلس میں عربی منقوط، غیر منقوط اور کبھی معرّیٰ اور غیر معرّیٰ نثر اور نظم لکھنے کا چیلنج دے دیا اس اللہ کے پیارے کو تو آسمانی تائیدات حاصل تھیں۔ مخالف بے چارہ بھلا کیا مقابلہ کرتا کہ وہ تو اس نعمت سے یکسر محروم ہوتا۔

پھر جہاں قرآنی علوم کا مقابلہ ہو تو قرآن نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ اس کے علوم مطہر بندے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے دور "ظاہر" اور "مطہر" آسمانی اور قرآنی علوم کے خزائن لٹا رہا ہے اس کی ایک ایک تحریر اور تقریر معارف اور علوم کی ایک کان ہے اور اس کے مخالف سے جب کچھ بن نہیں پڑتا تو آتش حسد میں جل بھن کر گالیوں پر اتر آتا ہے ؎

غرور زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگان خدا پر زباں دراز کرے

اے کاش بے بصیرت لوگ یہ راز سمجھ لیتے کہ جسے خاک نشینی ہی نہ آتی ہو اس کیلئے عرش پروازی کا دعویٰ اس کی جان و ایمان کیلئے زبردست خطرہ ہے۔ ؏

این نسخہ از بیاض مسیحا نوشتہ ایم

حضرت علامہ راجیکی صاحب کی نیک شہرت اور نام نامی ملک کی جغرافیائی سرحدوں سے آزاد ہو کر چار دانگ عالم میں پہنچ چکی ہے۔ وہ شخص اپنی ذات میں ایک انجمن تھا لیکن سراپا کردار۔ کاش کوئی صاحب حال قلمکار آپ کی صحیح تصویر کشی کر سکے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ ان عظیم المرتبت انسانوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے تپتے صحراؤں اور سنگلاخ زمینوں کو گلزاروں میں بدل دیا اور انہوں نے جو باغ لگائے اور پودے اگائے انہیں اپنے خون سے سینچا ؎

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

میں نے تقسیم ملک ہند سے ۴ سال قبل کا عرصہ دار الامن والامان میں گذارا۔ "رفقاء کرام" کی کثیر تعداد زندہ موجود تھی۔ اپنا یہ حال تھا کہ کبھی ایک بزرگ کے قدموں میں جا بیٹھتا اور کبھی دوسرے محبوب الٰہی سے اکتساب فیض کرتا۔

کسی کی معصومیت کی داد دینا چاہی تو اسے "فرشتہ" (باقی صفحہ 31 پر)

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے افراد پر مظالم کا سلسلہ فوراً بند ہونا چاہیئے

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر مختلف حکومتوں کے نمائندوں کا حکومت پاکستان کو انتباہ

جماعت احمدیہ کی سہ روزہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے برطانوی ممبر پارلیمنٹ ٹام کاکس نے کہاکہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں پر جو ایک عرصہ سے مظالم کیئے جا رہے ہیں اور طرح طرح سے ان پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے اور انہیں اپنے عقائد کے پرچار تک کی اجازت نہیں، ان انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات سے ہم بخوبی واقف ہیں اور ان کے تدارک کی مہم میں جماعتِ احمدیہ کے شانہ بشانہ شریک ہیں، مسٹر گیری والر (GARY WALLER) ممبر پارلیمنٹ نے کہاکہ پاکستان حکومت کو جان لینا چاہیئے کہ ظلم وستم سے افراد کو توختم کیا جاسکتا ہے مگر ایمان کو نیست ونابو نہیں کیا جاسکتا۔

مسٹر PIERCE CHARTIER رکن وفد کینیڈا نے وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کے اس بیان کو جس میں انہوں نے ۱۹۷۴ء کے دستور میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کو اپنے والد کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیا ہے کی سخت مذمت کی۔ انہوں نے موجودہ حکومت پاکستان پر کڑی تنقید کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت پاکستان نے احمدیہ جماعت پر مظالم کے سلسلہ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے اور اپریل میں ننکانہ اور جولائی میں چک سکندر میں احمدیوں کے مکانوں کو جلانے کے انسانیت سوز واقعات رونما ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہاکہ اسی حکومت کے دوران یہ پابندی لگائی گئی کہ احمدی نئے کپڑے نہ پہنیں، بچوں میں مٹھائی تقسیم نہ کریں۔ انہوں نے اپنے اس پختہ عزم کا اظہار کیا کہ وہ احمدی مظلومین کی مدد کرتے رہیں گے۔

جناب سارگیو مارکی (SARGIO MARCHEE) ممبر پارلیمنٹ کینیڈا نے اپنے خطاب میں ان مظلومین کو جن کے گھروں کو جلایا گیا اور جن پر جیلوں میں تشدد کیا گیا ان جن طالب علموں کو احمدیت کی وجہ سے سکولوں سے نکالا گیا مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم آپ کو بھولے نہیں ہم آپ کی تعظیم کرتے ہیں اور آپکے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ پھر انہوں نے دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وقت آگیا ہے کہ ہم خواب غفلت سے جاگیں اور متحد ہوکر ان انسانیت سوز مظالم کے خلاف آواز بلند کریں، انہوں نے براہ راست حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے کہاکہ اگر پاکستان خود کو مہذب ممالک میں شمار کرنا چاہتا ہے تو اسے ملک میں آزادی مذہب کے اصول کو قائم کرنا ہوگا۔ انہوں نے وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کو مخاطب کرتے ہوئے کہاکہ اگر تم مستقبل کے لیڈروں میں شامل ہونا چاہتی ہو تو لازماً تمہیں ملک میں انسانیت کو رائج کرنا ہوگا۔

کینیڈین وفد کے تیسرے رکن مسٹر JIM KARYEGIANNIS ایم پی کینیڈا نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جلد ہی دولت مشترکہ جس کا کینیڈا ابھی ایک رکن ہے کا ایک اجلاس ہونے والا ہے انہوں نے دولت مشترکہ کے تمام ممالک سے اپیل کی کہ اس ظلم کے تدارک کے لیئے فوری بندوبست کریں۔ انہوں نے کہاکہ حکومت پاکستان کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ جو ظلم وہ اپنے شہریوں پر روا رکھے ہوئے ہے اسے کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

پروفیسر مامبو (MAMBO) وزیر اطلاعات ونشریات سیرالیون نے اس موقع پر امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں حکومت سیرالیون کی طرف سے جاری کردہ یادگاری ٹکٹیں جو حکومت سیرالیون نے جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر جاری کی تھیں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ باوجود پاکستان میں مظالم کے جماعت احمدیہ کا قدم ترقی کی طرف رواں ہے۔

جناب MORRIS WILSON جو نیوزی لینڈ کے موری قبیلہ کے راہنما ہیں اپنی زبان میں ایک گیت پیش کیا اور کہاکہ جماعت احمدیہ کے افراد پر پاکستان میں مظالم کا تذکرہ سن کر ہمارے دل بہت غمگین ہیں اور یہ گیت انہی جذبات کا اظہار کرتا ہے۔

جناب پرسورامن وزیر تعلیم ماریشش نے حکومت ماریشش کی طرف سے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ آج دنیا میں جماعت احمدیہ ایک عظیم اسلامی تحریک بن کر ابھری ہے انہوں نے کہاکہ (باقی صد 31 پر)

بقیہ : باب الاستفسار

کے قدم بہ قدم چلتے تھے۔

(۲) اب رہا یہ امر کہ غیر احمدی لوگوں میں وہ رشتۂ مصاہرت قائم نہیں کرتے اور ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تو اس پر کسی کو اعتراض کیوں ہو؟ کیا آپ کسی ایسے خاندان میں شادی کرنا گوارا کریں گے جس کے افراد آپکے مسلک کے مخالف ہوں اور کیا آپ ان لوگوں کی "اقتداء" کریں گے جو اپنے کردار کے لحاظ سے "مقتداء" بننے کے قابل نہیں۔

احمدی جماعت کا ایک خاص اصول زندگی ہے جس پر ان کے مرد، بچے ان کی عورتیں سب یکساں کاربند ہیں اس لیئے اگر وہ کسی غیر احمدی مرد یا عورت سے رشتۂ ازدواج قائم کریں گے تو ان کی اجتماعیت یقیناً اس سے متاثر ہوگی اور وہ یک رنگی و ہم رنگی جو اس جماعت کی خصوصیتِ خاصہ ہے، ختم ہو جائیگی آپ اس کو "تعصب" کہتے ہیں۔ اور میں اسے اعتصام و فراست کہتا ہوں،

رہی برنی صاحب کی کتاب۔ اس کے متعلق اس سے زیادہ کیا کہوں کہ جس حد تک بانیٔ احمدیت کی زندگی اور تعلیم احمدیت کا تعلق ہے

وہ تلبیس و کتمانِ حق کے سوا کچھ نہیں اور مجھے افسوس ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ احمدیت کے مخالفین میرزا غلام احمد صاحب سے بہت سی ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو انہوں نے کبھی نہیں کہیں۔

خصوصیت سے مسئلۂ ختم نبوت'۔ کہ عام طور پر لوگ یہی کہتے ہیں کہ میرزا صاحب رسول اللہؐ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے تھے حالانکہ وہ شدت سے اس کے قائل تھے کہ

شرعی نبوت ہمیشہ کیلئے رسول اللہ پر ختم ہو گئی
اور شریعت اسلامیہ دنیا کی آخری شریعت ہے

(ماہنامہ نگار، اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۴۴، ۴۵)

اعلان

جن احباب نے جوبلی جلسہ سالانہ پر ناصر باغ میں یا مسجد نور میں ملاقات کے دوران حضور اقدس کے ساتھ تصاویر بنوائی تھیں وہ اپنی ایک تصویر اور مکمل پتہ خاکسار کے نام ارسال کریں تا کہ تصویر پہچان کر ان کو ارسال کی جاسکے۔ (جنرل سیکرٹری)

بقیہ : مختلف نمائندوں کا انتباہ

ہم پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کی مذمت کرتے ہیں اور انسانی حقوق کی بحالی کے لیئے آواز بلند کرتے ہیں۔ انہوں نے ماریشش کی حکومت کی طرف سے ایک تحفہ امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں پیش کیا۔

الحاج کروما (KARUMA) ڈائریکٹر براڈ کاسٹنگ لائبیریا نے اپنے مختصر خطاب میں پاکستان کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مذہب ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے اس کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا اور نہ ہی کسی کے سر اس کو تھوپا جاسکتا ہے۔

جناب عمر جالو (JALLOW) وزیر زراعت و قدرتی وسائل گیمبیا نے بتایا کہ مذہب کی تاریخ اس ذکر سے بھری پڑی ہے کہ خدا کی راہ میں بندوں کو مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیئے آپکے امام جماعت کا پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان آجانا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے انہوں نے کہا کہ حکومت گیمبیا پاکستان میں ہونے والے مظالم کی سخت مذمت کرتی ہے انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ پاکستان میں عیسائیوں یہودیوں اور بدھوں کو تو برداشت کیا جاتا ہے مگر ایک مسلمان فرقہ کو برداشت نہیں کیا جاتا۔

جناب EMANVEL TANOH وزیر مملکت گھانا نے اس بات پر انتہائی تعجب کا اظہار کیا کہ احمدیت جہاں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی وہیں اس پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔

اجلاس سے ۹ ممالک کے ۱۸ نمائندوں نے خطاب کیا۔

بقیہ : حضرت مولانا غلام رسول راجیکی

کے نام سے پکارا۔ کسی کی دین حق کے معرکہ میں للکار بھاگئی تو اسے "غضنفر" کا نام دیا۔ اور ان سب کے ماتھے کے جھومر "پسر شِ یادگار" اور حسن و احسان میں اپنے مقدس باپ کا مثیل و نظیر جس کا نام بھی محمودؔ تھا اور کلام بھی محمودؔ۔ غرض اس چمنستان کی بڑی دلفریب بہار دیکھی جو اب دنیا کے صفحہ پر ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ اب ایک ہی حسرت ہے اور ایک ہی تمنا کہ جب دم واپسیں آئے تو ہمارا گدا نواز آقا جو عفوّ بھی ہے اور غفور بھی ہمیں بغیر حساب اسی محفل میں جانے دے۔

(از روزنامہ "الفضل" ربوہ۔
۱۰ ستمبر ۱۹۸۹ء)

جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کا افتتاحی خطاب

احمدیت کو نئی عزت کے آسمان نصیب ہو رہے ہیں

خدا کی رحمتیں گھنگھور گھٹاؤں کی طرح تم پر برسیں گی

پاکستان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو دوراہے پر صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے

جلسہ میں شرکت کیلئے متعدد حکومتوں نے اپنے نمائندے بھجوائے ۱۲۰ ممالک کے جھنڈے لہرائے گئے

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ پر ۱۱ اگست ۱۹۸۹ء کو افتتاحی خطاب

چوبیسویں جلسہ سالانہ یو۔کے کے موقعہ پر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ اور نماز کے بعد ایک گھنٹہ کے وقفہ سے تقریباً ساڑھے چار بجے دوبارہ مارکی کی طرف تشریف لے گئے جہاں ایک سو بیس (۱۲۰) ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے، اس موقعہ پر حضور نے نعروں کی گونج میں لوائے احمدیت کی پرچم کشائی فرمائی۔ پرچم کشائی کے فوراً بعد جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ اس جلسہ کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ متعدد ممالک کی حکومتوں کے نمائندوں نے اس میں شرکت کی ہے۔ اس افتتاحی اجلاس کے موقع پر بھی مشرقی اور مغربی افریقہ کے متعدد ممالک کے وزراء اور کینیڈا کے بعض ممبران پارلیمنٹ تشریف لائے ہوئے تھے اور انہیں پورے اعزاز کے ساتھ نعرے لگاتے ہوئے خوش آمدید کہا گیا۔ اور اسٹیج پر بٹھایا گیا۔ اس کے بعد جب حضور انور اسٹیج پر تشریف لائے تو فضا ایک بار پھر نعروں سے گونج اٹھی۔ اسٹیج پر رونق افروز ہونے کے بعد حضور نے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کو تلاوت قرآن کریم کے لئے طلب فرمایا۔ بعد ازاں مکرم حلمی الشافی صاحب نے حضرت بانی سلسلہ مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ ان کے بعد مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ نے آپ کا فارسی منظوم کلام سنایا۔ اور پھر مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف جرمنی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اردو کلام خوش الحانی سے سنایا۔ تلاوت اور نظموں کے اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے افتتاحی خطاب کا آغاز فرمایا:

حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ سال ایک غیر معمولی اہمیت کا سال ہے اور دنیا کے ایک سو بیس ممالک میں جماعت احمدیہ صد سالہ جشن تشکر منا رہی ہے۔ اس موقع پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیغام جس طرح دنیا کے کونے کونے تک پہنچا اس کا ذکر انسان کو سراپا حمد سے بھر دیتا ہے اور اس جلسہ میں میرے بقیہ خطابات اسی ذکر پر مشتمل ہوں گے لیکن آج کی افتتاحی تقریر میں میں جماعت کو اس پس منظر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو ان غیر معمولی فضلوں کو جذب کرنے کا موجب بنا۔ اس ضمن میں حضور نے پاکستان میں گذشتہ بیس سال سے جماعت پر گزرنے والے حالات و واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کے سامنے ہم ان حالات کو حتی المقدور بیان تو کرتے رہتے ہیں لیکن ہمارا بھروسہ دنیا پر نہیں بلکہ ہمارا توکل خدا پر ہے اور "میں اللہ کے حضور اپنے رنج اور غم کی فریاد کرتا ہوں" کے مضمون کو ہمیشہ مدنظر رکھیں، اس کے سامنے سارے احوال کھلے پڑے ہیں اور وہ صرف پاکستان کے ہی نہیں دنیا بھر کے احمدیوں کے حالات پر نگاہ رکھتا ہے وہ دنیا کے حالات کو پلٹ سکتا ہے، بڑوں کو چھوٹا اور چھوٹوں کو بڑا بنا سکتا ہے۔

فرمایا ان حالات پر غور کرتے ہوئے اکثر مجھے ان خطوط کا خیال آرہا ہے جو مجھے پاکستان سے موصول ہوتے ہیں اور ان میں بعض اوقات بے ساختہ دلی کیفیات کا اظہار ہوتا ہے اور خطوط لکھنے والوں کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو

ہر دفعہ ان خطوط کی تحریر کو گیلا کر کے مٹا دیتے ہیں لیکن وہ مٹی ہوئی تحریریں بھی میری نظر میں زیادہ شوخ ہو جاتی ہیں۔ اور جیسا اثر وہ مٹی ہوئی بجھی ہوئی تحریریں دل پر کرتی ہیں کوئی اور خوبصورت اور نمایاں کتابت ویسا اثر نہیں دکھا سکتی۔

فرمایا مجھے خیال آیا کہ ان کے جذبات انہی کے الفاظ میں نمونتہً آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ جب آپ خدا کے فضلوں کے ذکر سنیں تو یہ خیال نہ کریں کہ جماعت پر اپنی ہوشیاریوں اور محنتوں کے نتیجہ میں خدا کے فضل نازل ہوئے ہیں بلکہ ان مسکینوں اور مجبوروں کے حالات نگاہ میں رکھ کر ان کو دعائیں دیں جن کا درد ان فضلوں کو جذب کرنے کا موجب بنا۔

حضور نے فرمایا کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک ایسے ملک کو قربانیوں کے لئے چنتا ہے جس میں وہ اس بات کی صلاحیت پاتا ہے کہ وہ ایک لمبے عرصے تک خدا کے حضور قربانیاں دیتے چلے جائیں گے ان پر جو بوجھ ڈالے جاتے ہیں وہ انہیں مٹانے کیلئے نہیں بلکہ ان کی استطاعت اور توفیق کے مطابق ڈالے جاتے ہیں۔

پس اے اہل پاکستان! جو وہاں سے بڑے مشکل حالات سے دوچار ہوتے ہوئے محض للّٰہی محبت میں یہاں آئے ہو میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ خدا نے جو بوجھ تم پر ڈالے ہیں انہوں نے تمہاری استطاعت کی نشان دہی کر دی ہے۔ خدا کی نظر میں تمہارا ایک عظیم مقام ہے۔ تمہارے دلوں کی گرمی ہے جو اٹھ کر آسمان تک پہنچتی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتی ہوئی رحمتوں کی بارش بن کر تمام دنیا پر نازل ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا پس دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں جو جشن تشکر منایا جا رہا ہے اس کے حالات جب آپ سنیں گے تو آپ کا دل خدا تعالیٰ کی غیر معمولی حمد سے بھر جائے گا اور اس وقت آپ ان مظلوموں کو بھی یاد رکھیں اور ان کو اپنی دعاؤں میں خاص جگہ دیں۔ ان مظلوموں کے ذکر کا حق ادا کرنا تو میرے لئے ممکن نہیں کیونکہ جو وہ روزانہ کم از کم تین سو خط اور بعض اوقات زیادہ وصول ہوتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جو میرے دل کیلئے آزمائش بن کر نہ آتا ہو۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اپنی ماؤں سے لکھواتے ہیں، اور وہ معصوم بچیاں جن کے سروں کی چادریں اتاری جاتی ہیں اپنے ہاتھوں سے اپنے قلم سے لکھنے سے معذور ہوتے ہیں تو دوسروں سے لکھوا لکھوا کر مجھے خط بھجواتے ہیں۔ حضور نے فرمایا

صرف ایک دن کی ڈاک کے افسانے اگر تمام دنیا سن لے تو ان کے دل غم سے پھٹ جائیں۔ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے مجھے حوصلہ عطا کیا ہے پس جب میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ میری طاقت سے بڑھ رہا ہے تو خدا تعالیٰ کا یہ فرمان میری ڈھارس بنتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کسی کو اس کے نفس کی طاقت سے زیادہ کا ذمہ دار قرار نہیں دیتا..."

حضور نے فرمایا کہ میں آسمان کے خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ اس نے میرے ایک دل کو ہزاروں دلوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ میرے جیسے کمزور دل انسان کیلئے ممکن نہیں تھا کہ ایک دن کے دکھوں کو بھی برداشت کر سکتا لیکن وہ اپنے فضل سے میری ہمت کو بڑھاتا ہے میرے دکھوں کو دعاؤں میں تبدیل کرتا ہے۔ مجھے ہنسنے کی توفیق بخشتا ہے اور مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلنے کی توفیق دیتا ہے اور ان تمام فرائض کو سرانجام دینے کی توفیق دیتا ہے جو میں سمجھتا تھا کہ میری توفیق سے بہت بڑھ کر ہیں۔

حضور نے پاکستان میں ہونے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ احمدی طلباء سے روزانہ ایسا تذلیل کا سلوک کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی اور قوم ہوتی تو یقیناً صبر کا پیمانہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا۔ وہ مجھے لکھتے ہیں کہ اگر عام دنیاوی حالات میں ہم سے یہ سلوک ہوتا تو ہم ہرگز اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے اور اپنی عزتوں کا بدلہ لے لیتے لیکن آپ کا ہمیں حکم ہے کہ صبر سے کام لو، اس لئے ہم صبر سے کام لئے جا رہے ہیں۔ لیکن کب تک!۔

حضور نے فرمایا کب تک کا سوال پہلے کم اترا کرتا تھا اب روز بروز زیادہ ہوتا جا رہا ہے اور بعید نہیں کہ یہی سوال "اللہ کی مدد کب آئیگی" کی آواز بن کر آسمان تک پہنچے اور آسمان کے کنگرے ہلا دے۔ میں ان مسکین اور بے بس طالب علموں سے کہتا ہوں کہ اپنے کاموں میں مصروف رہو خدا کی خاطر برداشت کرتے جاؤ، برداشت کرتے جاؤ کیونکہ خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ایک دن تم ضرور ایسا دیکھو گے کہ خدا کی رحمتیں گھنگھور گھٹاؤں کی طرح تم پر برسیں گی اور خدا کے فضلوں کو تم اپنی آنکھوں سے برستا دیکھو گے۔ اس یقین اور صبر پر قائم رہو تو دنیا تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے گی۔ اس کے بعد حضور نے چند منتخب خطوط کے اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں طلباء پر مظالم احمدیوں کو ملازمت سے فارغ کرنے اور ان کی ترقیات روک دینے اور ہر طبقہ کے احمدیوں پر مختلف قسم کے مظالم اور پولیس کے شرمناک تشدد کی دلسوز داستانیں رقم تھیں۔

حضور نے فرمایا کہ ان سب مظالم کے باوجود احمدی طلباء اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو بھی بڑے حوصلے سے ادا کر رہے ہیں۔ ایسے بھی خدام ہیں جن کا صبح پیپر ہوتا ہے اور وہ ساری ساری رات ڈیوٹیاں ادا کرتے ہیں۔ حضور نے بعض دردناک واقعات کے ذکر پر مشتمل خطوط پڑھ کر سنائے اور فرمایا کہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ احمدیت کی دعوت بھی جاری ہے کوئی دن بھی پاکستان میں ایسا نہیں آیا جب خدا کے فضل سے نئے لوگ احمدیت

میں داخل نہ ہو رہے ہیں اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے غلبہ کے آثار صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ پاکستان میں بھی دکھائی دے رہے ہیں۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منکانہ صاحب کے انسانیت سوز مظالم و واقعات پر مبنی چند خطوط کے اقتباسات پڑھ کر سنائے اور فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیوں کے ماضی میں نقصانات ہوئے تھے خدا نے اتنا بڑھا کر انہیں دیا اور ایسے ایسے فضل ان پر نازل فرمائے کہ اس سے پہلے خواب میں بھی وہ سوچ نہیں سکتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ ایسی نعمتیں عطا کرے گا۔ صبر کا عرصہ جتنا لمبا ہو فضلوں کا سلسلہ بھی اتنی زیادہ دیر تک جاری رہتا ہے، اس لئے اس بارہ میں ذرہ بھی مجھے شک تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ کہ وہ تمام احمدی جو پاکستان میں دکھ اٹھا رہے ہیں ان کے دکھوں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دنیا میں اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما رہا ہے ان لوگوں کو یقیناً براہ راست خدا کی رحمت پہنچے گی اور وہ اپنے دکھوں کو یاد کر کے شرمندہ ہوا کریں گے۔ اور کہیں گے کہ اے خدا ہم نے جو بے صبری دکھائی اور ہم نے دکھ محسوس کیا حقیقت یہ ہے کہ تیرے فضلوں کے ساتھ اس دکھ کی کوئی نسبت ہی نہیں۔ معمولی سے کانٹے کی چبھن کے مقابل پر تو نے بے انتہا فضل ہم پر نازل فرمائے۔ آپ دیکھیں گے کہ یقیناً وہ زمانہ آئے گا کہ تمام احمدی جو آج مظلوم ہیں خدا تعالیٰ ان کے مراتب بلند کرے گا۔ حضور نے صد سالہ جشن تشکر منانے کی پاداش میں احمدیوں کو شدید طور پر زدوکوب کرنے، انہیں جیل کی کوٹھڑیوں میں بند کرنے اور تشدد کا نشانہ بنانے کے واقعات پر مشتمل خط بھی پڑھ کر سنائے اور فرمایا کہ پاکستان میں جہاں جہاں بھی جماعتوں نے جشن تشکر منایا ہے اس کی بھاری قیمت ادا کی ہے، آپ نے فرمایا ان زخموں کی کسک تو باقی ہے وہ مٹ نہیں سکتی لیکن خدا کے فضل سہارے فرور دیتے ہیں اور اس قوت کے ساتھ دلوں کو تھامتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ فرائض کی ادائیگی آسان بنا دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ دنیا سیاست کی دنیا ہے مذہب کی نہیں۔ چنانچہ ان بھیانک واقعات کے پیچھے بھی سیاست ہی کار فرما ہے ان کا مذہب سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ اگر پاکستان میں دین حق کی سچی ہمدردی ہوتی تو کسی مُلّا کے دل میں ہی وہاں پھیلنے والے جرائم کا خیال آتا اور وہ خدا کا خوف کرتا۔ فرمایا جس ملک سے انسانیت اٹھ گئی جس ملک سے بچوں اور عورتوں کی حرمت اٹھ گئی جہاں دن بدن سفاکی بڑھ رہی ہے اور سارے معاشرے سے امن اٹھ چکا ہے وہاں ان حالات کو ہنستے ہوئے برداشت کرنا اور کبھی اشارۃً بھی اس بات کا اظہار نہ کرنا کہ دین حق تو ہماری گلیوں اور شہروں میں تباہ ہو رہا ہے۔ کس دین حق کی باتیں کر رہے ہو۔ یہ کہنے کی بجائے ایک فرضی نظریاتی بحث کو اٹھا کر سارے عوام الناس کو پاگل بنایا جا رہا ہے اس لئے وہاں زیادہ تر مذہب نہیں بلکہ سیاست کھیل رہی ہے۔ اس لئے سر دست مجھے پاکستان کے حالات کو دیکھتے ہوئے کوئی واضح امید دکھائی نہیں دیتی کہ وہاں جلد حالات پلٹا کھائیں، لیکن جہاں تک خدائی تقدیر کا تعلق ہے کہ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمائے ہیں ان کو ضرور پورا کرے گا اور وہ دن دور نہیں جب اس ملک کو سنجیدگی کے ساتھ یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ شرافت کے ساتھ اس ملک کو قائم رکھنا ہے۔ یا خباثت میں بڑھتے ہوئے خدا کی اس عطا کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کر دینا ہے۔

فرمایا دن بدن پاکستان کے عوام میں یہ احساس بھی پیدا ہو رہا ہے کہ ہم ایسے دوراہے پر کھڑے ہیں جہاں بقا اور فنا کا سوال ہے۔ میری دعا ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی اس کو اپنی دعا بنائیں کہ خدا اس قوم کو اس دوراہے پر صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ اس ملک پر جب تک ملاں سوار ہے یہ ملک کسی پہلو سے بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ دن بدن ذلت اور مزید ذلت کا شکار ہوتا چلا جائے گا کیوں کہ ملاں تو پیر تسمہ پا ہے جب بگڑ گیا تو خدا تعالیٰ نے اسے قعر مذلت میں گرا دیا اور یہ ہمارے ملک میں کمین کے طور پر ظاہر ہوا۔ جن ملکوں میں ملاں نے اپنے نفس کی عزت کو قائم رکھا وہاں یہ مہذب حیثیت رکھتا ہے لیکن پنجاب اور ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں ملاں ذلیل ہستی کے طور پر ابھرا ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان سے منافرت بھی دن بدن ملک میں بڑھتی جا رہی ہے اور حضرت بانی سلسلہ نے جب یہ لکھا کہ

"عزت مجھ کو اور تجھ کو ملامت آنے والی ہے"

تو امر واقعہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور ذلت جو اس وقت ملاں کا مقدر ہو چکی ہے۔ اس لئے صبر کے ساتھ خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے دکھوں کے یہ دن کاٹتے چلے جائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ جو رحمتیں احمدیت پر سایہ کئے ہوئے ہیں وہ آپ کے گھر تک بھی پہنچیں گی اور خدا تعالیٰ وہاں بھی حالات کو تبدیل کر دے گا۔ تمام دنیا کے احمدیوں کو چاہیئے کہ اپنے پیارے معصوم بھائیوں کو یاد کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں جو ترقیات عطا فرمائی ہیں یہ ان کی چالاکیوں یا کوششوں کے نتیجہ میں ہیں۔ آسمان پر خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے جو یہ سارے کام دکھلا رہی ہے اور دن بدن احمدیت کو نئی عزت کے آسمان نصیب ہو رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام غیر مسلم دنیا میں بھی بڑی عزت کے ساتھ اور شان کے ساتھ یاد کیا جا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس الہام کو سچا کر دکھایا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

اس ضمن میں حضور نے بعض کینیڈین ممبران پارلیمنٹ کے صداقتِ احمدیت

بقیہ صہ

کے بارہ میں اعتراف کا بھی ذکر کیا اور احمدیت کی راہ میں جان دینے والوں "اسیران راہ مولا"، اسلام زندہ باد اور نعرہ ہائے تکبیر کے نعرے لگوائے بعد ازاں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا محمد حسین صاحب کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ یہ آسمانی بادشاہت کے نمائندہ کے طور پر یہاں آئے ہیں۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ظاہری معنوں کے علاوہ اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ بادشاہ حضرت اقدس کے رفقاء سے برکت ڈھونڈیں گے، گویا کپڑوں سے مراد رفقاء ہیں۔ فرمایا میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ یہ وہ صدی ہے کہ جس میں ہم بادشاہوں کو حضرت اقدس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈتے ہوئے پائیں گے۔

اس موقعہ پر حضور نے متعدد ممالک سے تشریف لانے والے معزز وزراء اور ممبرانِ پارلیمنٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

میرے علم کے مطابق آج تک دنیا کی تاریخ میں یہ واقعہ نہیں ہوا کہ ایسی مذہبی جماعت کے جلسہ میں جس کا کوئی اپنا ملک نہ ہو بعض عظیم سیاسی ممالک اپنے نمائندے بھیجیں۔ یہ ملکوں کا عظیم احسان ہے لیکن یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نشان بھی ہے۔ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ عالمگیر جماعت احمدیہ ان کے اس احسان کو اور ان کی اس انکساری کو اور خیرسگالی کے جذبہ کو نہیں بھولے گی اور دعاؤں میں یاد رکھے گی۔

حضور نے حضرت مولوی محمد حسین صاحب کی عمر و صحت میں برکت کی دعا کی درخواست کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت کا سایہ اگلی صدی میں ممتد کرے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے جب وہ سب لوگ جو اس رفیق کی زیارت کر رہے ہیں تاریخ احمدیت میں تابعین کے طور پر لکھے اور یاد کئے جائیں گے۔ اس لئے آپ سب خوش نصیب ہیں جنہوں نے اس سے قبل کسی رفیق کو نہیں دیکھا وہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفیق کو اپنی جسمانی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جو عزت ایک رفیق کو دی جا رہی ہے کسی تابعی کو بھی دی جا رہی ہو گی اور اس وقت کا امام جماعت ایک تابعی کے گلے مل رہا ہوگا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ اس برکت کو بڑھاتا اور پھیلاتا چلا جائے۔ میرا آخری پیغام یہی ہے کہ ایسے تابعی بنیں جو رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رنگ میں رنگین ہونے والے ہوں۔

پدرم سلطان بود کہنے والے نہ بنیں۔ آئیے اب ہم دعا میں شامل ہوتے ہیں ؂

بقیہ : حیات طیبہ

کہ آنحضرتؐ کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مُردہ جو دروازہ کے باہر پڑا تھا آنحضرتؐ کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اور یہ عاجز آنحضرتؐ کے سامنے کھڑا تھا۔ جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرتؐ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح جلوس فرما رہے تھے۔

پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس غرض سے دی تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو" (براہین احمدیہ حصہ سوم صہ ۲۴۸-۲۴۹)

"میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی اونچی ہو گئی ہے حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے" اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں اور میں ذوق اور وجد کے ساتھ آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور میرے آنسو بہہ رہے تھے، پھر میں بیدار ہو گیا۔ اس وقت میں بھی کافی رو رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اب میرے ہاتھ پر زندہ کریگا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

(ترجمہ از آئینہ کمالاتِ اسلام، صہ ۵۴۸، ۵۴۹)

(باقی آئندہ)

بقیہ : مگر وہ نام لیتے ہیں ......

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اب وہ زمانہ بھی بیت گیا اب شاعر یہ کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا ؂

تجھے کیا پڑی ہے زاہد مری طرز بندگی سے
نہ حرم تری وراثت، نہ خدا ترا اجارہ

("اسلام یا ملا ازم" صہ ۱۴۶ تا ۱۵۱)

چھٹے سالانہ یورپین اجتماع کے موقع پر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مغربی جرمنی میں تشریف آوری

یورپین اجتماع کا نہایت بابرکت اور کامیاب انعقاد!

اجتماع میں ۱۲ ممالک کے ۳۲۰۰ سے زائد خدام و اطفال کی شرکت

مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کے زیر اہتمام خدام الاحمدیہ کا چھٹا سالانہ یورپین اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۵، ۱۶، ۱۷ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں ۱۲ ممالک کے تین ہزار تین سو خدام اور دو سو سے زائد اطفال نے شرکت کی۔ جن میں جرمنی سے شامل ہونے ۳۱۶۵ خدام بھی شامل ہیں۔ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی میں منعقد ہونے والے اس اجتماع کی سب سے اہم خصوصیت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ازراہِ شفقت اجتماع کے موقع پر تشریف آوری تھی۔ خدام کو حضور اقدس کے روح پرور خطابات سننے کے علاوہ مجالس عرفان سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ علاوہ ازیں ملاقاتوں کے پروگرام میں اپنے آقا سے ذاتی طور پر ملنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضور اقدس اپنے قیام کے دوران دیگر جماعتی مصروفیات کے باوجود زیادہ وقت خدام کو دیتے رہے۔ حضور اقدس کے انتہائی شفقت بھرے سلوک کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے بھی اجتماع میں شمولیت اختیار کی۔

تیاریِ اجتماع: اجتماع کے جملہ انتظامات کیلئے نیشنل قائد مغربی جرمنی مکرم فلاح الدین خان صاحب کی زیر نگرانی ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں چوبیس مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔ اجتماع کمیٹی کے اجلاسات میں انتظامات کو آخری شکل دی گئی اور خدام نے شب و روز وقارِ عمل کر کے صفائی تزئین و ترتیب وغیرہ کے کام بفضل تعالیٰ وقت پر ختم کر لیے۔

حضور اقدس کی آمد: اجتماع میں شمولیت کے لیے حضور اقدس مورخہ ۱۴ ستمبر ۸۹ء بروز جمعرات شام پانچ بجے کے قریب ہالینڈ سے فرینکفرٹ تشریف لائے تو مسجد میں موجود احباب نے حضور اقدس کا پرتپاک استقبال کیا۔

حضور اقدس مسجد نور میں اپنی آمد کے کچھ ہی دیر بعد لونا میس احمدیہ سینٹر جو کہ فرینکفرٹ میں ایک بڑا ہال کرایہ پر لیا گیا ہے تشریف لے گئے جہاں سب سے پہلے حضور اقدس نے دفاتر کا معائنہ کیا جس کے بعد حضور اقدس نے مکرم عبد المنان صاحب آف گول بازار ربوہ کی بیٹی کی تقریب رخصتانہ میں شمولیت فرمائی۔ بعد ازاں حضور اقدس نے نیشنل مجلس عاملہ کی میٹنگ طلب فرمائی اور مختلف امور سے متعلق اپنی زریں نصائح سے نوازا۔ مغرب و عشاء کی نمازیں بھی حضور اقدس نے لونا میس سینٹر میں ہی پڑھائیں اور رات کے گیارہ بجے کے قریب حضور اقدس اپنی قیام گاہ مسجد نور واپس تشریف

لے آئے۔

پہلا دن ۱۵ ستمبر بروز جمعۃ المبارک

۱۵ ستمبر اجتماع کا پہلا دن تھا۔ پروگرام کے مطابق صبح نو بجے سے ہی خدام کی رجسٹریشن کا کام شروع ہوگیا۔ خدام قطاروں میں کھڑے ہوکر شعبہ استقبال میں اپنی رجسٹریشن کروانے کے بعد مقام اجتماع میں داخل ہوئے۔

اس مرتبہ مقام اجتماع کو نہایت خوبصورت طریق پر سجایا گیا۔ رنگ برنگی جھنڈیاں اور روشنیاں لگانے کے علاوہ اسٹیج والے حصہ کو خاص طور پر مزین کیا گیا تھا۔ ۱۲ × ۲ فٹ بڑا جوبلی کا نشان اسٹیج کے عقبی حصہ پر آویزاں کیا گیا تھا۔ جو نہایت دلکش منظر پیش کر رہا تھا۔

خطبہ جمعہ و افتتاح

دو بجے حضور اقدس مسجد نور سے نامر باغ تشریف لائے۔ حضور اقدس کے نامر باغ پہنچنے پر خدام نے نہایت والہانہ عقیدت کے ساتھ پروقار طریق پر حضور کو خوش آمدید کہا۔

بعد ازاں حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ وعصر پڑھائی نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور اقدس پرچم کشائی کی تقریب کیلئے باہر تشریف لے گئے۔ پرچم کشائی کی تقریب میں اس مرتبہ خدام واطفال نے ترانہ بعنوان "خدام احمدیت" حضور اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ ازاں بعد حضور نے یورپین ممالک کے امراء، مربیان نیشنل قائدین، ریجنل قائدین، قائدین مجالس کو مصافحہ کا شرف بخشا جس کے بعد افتتاحی خطاب کے لیے پنڈال میں تشریف لے گئے۔

افتتاحی خطاب کے بعد متعدد احباب وخواتین کو حضور اقدس سے انفرادی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ملاقاتوں کے پروگرام کے بعد حضور اقدس نماز مغرب وعشاء کیلئے پنڈال میں تشریف لے گئے نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور مجلس عرفان میں رونق افروز ہوئے یہ مجلس رات گیارہ بجے تک جاری رہی۔

دوسرا دن ۱۶ ستمبر بروز ہفتہ

۱۶ ستمبر اس یورپین اجتماع کا دوسرا دن تھا۔ اجتماع کا پروگرام ۹ بجے شروع ہوا۔ ۹ بجے سے لیکر ایک بجے تک ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

فائنل کبڈی میچ میں حضور انور کی تشریف آوری

حضور انور ازراہ شفقت دن ایک بجے کبڈی کا فائنل میچ ملاحظہ فرمانے کیلئے گراؤنڈ میں تشریف لائے۔ حضور نے دونوں ٹیموں کو شرف مصافحہ بخشا۔ حضور تقریباً آدھ گھنٹہ تک وہاں قیام فرما رہے۔ اس کے بعد مختصراً مارشل آرٹس کا مظاہرہ بھی حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ اسی طرح نماز عصر کے بعد آرچری (تیراندازی) کا ایک مظاہرہ دیکھا جس میں ایک جرمن تیراندازی کے ماہر کے علاوہ ہبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ اور عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت مغربی جرمنی نے تیراندازی کا مظاہرہ کیا۔

اجتماع کے دوسرے دن حضور انور کا خطاب

حضور اقدس نے اپنے دورے کی مصروفیات کی وجہ سے اجتماع کے آخری روز اختتامی خطاب ارشاد فرمانے کی بجائے، دوسرے دن الوداعی خطاب فرمایا۔ کیونکہ اگلے روز حضرت اقدس نے ہمبرگ میں نئے خریدے گئے مشن کے معائنہ کے لیے تشریف لے جانا تھا۔ چنانچہ حضور اقدس نے اپنے الوداعی خطاب میں خدام کو اپنی زریں نصائح سے نوازا اور انہیں ایک مثالی خادم بننے کی تلقین فرمائی۔ اس خطاب سے قبل حضور اقدس نے دوران سال حسن کارکردگی کے لحاظ سے اول آنے والی مجالس کو اسناد خوشنودی اور انعامی شیلڈ سے نوازا۔ چھوٹی مجالس میں سے دوران سال مجلس STADE اور بڑی مجالس میں سے مجلس TRIER اول قرار پائیں اسی طرح مجلس GOTTINGEN بہترین داعی الی اللہ مجلس قرار پائی۔ اگلے روز مورخہ ۱۷ ستمبر کو حضور اقدس صبح ۹ بجے کے قریب ہمبرگ کیلئے تشریف لے گئے۔

تیسرا دن ۱۷ ستمبر بروز اتوار

اجتماع کے تیسرے روز دوپہر ایک بجے تک خدام کے بقیہ علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

اختتامی اجلاس: سہ پہر تین بجے اس اجتماع کے اختتامی اجلاس کا آغاز مکرم

حافظ مظفر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیرِ صدارت مکرم نصیر الحق صاحب آف سویڈن کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جس کے بعد مکرم مجاہد جاوید صاحب نے بانی خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعودؓ کی نظم "نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" خوش الحانی سے سنائی۔ بعد ازاں مکرم فلاح الدین خان صاحب نیشنل قائد مغربی جرمنی نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ جس کے بعد ایک انتہائی دلچسپ فیچر پروگرام "شہدائے احمدیت" مکرم الطاف قدیر صاحب اور عدنان منظور صاحب نے پیش کیا۔ اس فیچر پروگرام میں احمدیت کے شہداء کے ابتداء سے لیکر اب تک کے ایمان افروز واقعاتِ شہادت مکالموں، نظم، نثر اور حضور ایدہ اللہ کے خطبات کی کیسٹس کی مدد سے بہت موثر رنگ میں پیش کئے گئے یہ پروگرام بہت پسند کیا گیا۔ اور اس پروگرام کے دوران حاضرین نے پرنم آنکھوں سے اپنے جذبات کا اظہار پرزور نعرہ ہائے تکبیر اور شہدائے احمدیت زندہ باد کے نعروں سے کیا۔ جس کے بعد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے آدھ گھنٹہ تک خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے دلنشیں انداز میں نصائح فرمائیں۔ جس کے بعد دورانِ اجتماع علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم فرمائے۔

آخر میں خدام الاحمدیہ کے عہد اور دعا کے ساتھ اس بابرکت اور کامیاب اجتماع کا اختتام ہوا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس اجتماع کو خدام کی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے دور رس اثرات کا موجب بنائے۔ آمین۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کا اجتماع

خدام کے ساتھ مجلس اطفال الاحمدیہ کا اجتماع بھی منعقد ہوا جس میں یورپ کے مختلف ممالک سے ۲۱۰ اطفال نے شرکت کی۔ اطفال کے اجتماع کا افتتاح مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے ۱۵ ستمبر کو سہ پہر ساڑھے چار بجے فرمایا۔ اطفال نے ذوق و شوق کے ساتھ اپنے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اطفال کے اجتماع کی اختتامی تقریب مشترکہ طور پر خدام کے اجتماع کیساتھ ہوئی۔ مکرم نائب صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے انعامات تقسیم فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا ہمبرگ میں ورودِ مسعود

ہمبرگ مشن کی یہ سعادت اور خوش قسمتی ہے کہ امسال مورخہ ۱۷ ستمبر بروز اتوار، ساڑھے چار بجے سہ پہر حضور پرنور معہ اہل اہل قافلہ فرانکفرٹ سے ہمبرگ تشریف لائے۔ حضور کے قافلہ کے ہمراہ امیر ملک مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر اور نیشنل عاملہ کے چند اراکین بھی تھے۔ راستہ میں SOLTAU کے ایک پرفضا مقام پر حضور پرنور نے معہ اہل قافلہ دوپہر کا کھانا نوش فرمایا۔ حضور کی پیشوائی کے لیئے مبلغ ہمبرگ مکرم عبدالباسط صاحب طارق آئے ہوئے تھے۔ حضور جب مسجد فضل عمر ہمبرگ میں داخل ہوئے تو وہاں موجود احباب جماعت نے حضور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد حضور دفتر تشریف لائے اور مکرم امیر صاحب اور مبلغ ہمبرگ کو ضروری ہدایات دیں۔ ۵ بجے حضور مسجد میں تشریف لائے۔ نماز ظہر و عصر احباب نے حضور کی اقتداء میں ادا کیں۔ شام ۷ بجے مہدی آباد NAHE کے لیئے روانہ ہوئے جہاں حضور پرنور کے اعزاز میں استقبالیہ کا انتظام تھا۔ مہدی آباد وہ قطعہ زمین اور نیا مشن ہاؤس ہے جو ہمبرگ سے ۳۵ کلومیٹر شمال مشرق کی جانب واقع ہے۔ اور جو چند ماہ قبل خریدا گیا ہے۔ حضور پرنور کچھ دیر کیلئے نئے مشن ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں معہ اہل قافلہ تشریف فرما ہوئے اسی دوران بعض پریس فوٹو گرافروں نے حضور کی تصاویر بنائیں۔ بعد ازاں حضور اس خیمہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں استقبالیہ کا انتظام تھا۔ تقریب کی مہمان خصوصی فراؤ موزر جو صوبہ شلسوگ ہولسٹائن کی پارلیمنٹ کی ممبر ہیں نے حضور کا استقبال کیا۔ تقریب کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے جرمن ترجمہ سے ہوا بعد ازاں امیر ملک مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے حضور کی شخصیت کا تعارف کروایا۔ پھر مہمانِ خصوصی نے حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس کا جواب حضور انور نے ایک مختصر خطاب میں دیا اور شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا جو حاضرین کے لیئے دلچسپی اور ازدیاد علم کا باعث ہوئی۔ ترجمانی کے فرائض مکرم طارق حبیب گدّٹ

نے انجام دیئے، حضور انور نے مہمان خصوصی کو ایک قرآن کریم، اور ایک جوبلی کی پلیٹ اور دو عدد البم تحفتہً دیئے۔ بعد ازاں تقریب کے مہمانوں کو عشائیہ پیش کیا گیا۔ تقریب کے اختتام کے بعد حضور فضل عمر مسجد واپس تشریف لائے اور ۱۱ بجے کے قریب نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ اگلے دن ۱۱ بجے حضور پر نور ہمبرگ کے ایک قریبی شہر نارڈرسٹڈ کے مشن ہاؤس تشریف لائے جہاں شہر کی مقامی جماعت کی خواہش پر شہر کے میئر ڈاکٹر سٹمٹ نے حضور اور اہل قافلہ کو خوش آمدید کہا۔ اور گیسٹ روم میں ایک مختصر سی تقریب میں ڈاکٹر سٹمٹ نے حضور کی خدمت میں انگریزی میں سپاسنامہ پیش کیا جس کا جواب حضور نے ایک مختصر خطاب میں دیا۔ بعد ازاں حضور نے میئر کو قرآن کریم اور جوبلی کی پلیٹ تحفتہً دیئے۔ اور میئر نے نارڈرسٹڈ کے بارہ میں چار زبانوں میں لکھی گئی کتاب حضور کو تحفتہً پیش کی۔ بعد ازاں حضور مہدی آباد تشریف لائے جہاں ہمبرگ شہر اور ریجن کے احباب و خواتین حضور کے انتظار میں جمع تھے۔ حضور نے اولاً مشن ہاؤس کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور ضروری ہدایات دیں۔ بعد ازاں حضور نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا انہیں اس نئے مشن ہاؤس میں وقار عمل کرنے، نیکیوں نیز تبلیغ میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ بعد ازاں حضور مختصر وقت کے لیئے خواتین میں تشریف لے گئے جو قریب ہی ایک خیمہ میں جمع تھیں۔ اس مختصر سی اجتماعی ملاقات کے بعد حضور معہ اہل قافلہ ڈنمارک کے لیئے روانہ ہوئے۔ رخصت ہونے سے قبل حضور نے سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ خدا کے فضل سے حضور کا یہ دورہ ہر لحاظ سے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔

شعبہ سمعی و بصری کی طرف سے معذرت

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے بونامیس میں نئی جگہ لینے کے بعد وہاں پر شفٹنگ، دفتر اور سامان کو باقاعدہ منظم کرنے، پھر جلسہ سالانہ جرمنی، یو کے اور یورپین اجتماع میں مصروفیات کی بناء پر بہت سے احباب کے آرڈرز پورے نہیں ہو سکے۔ اب انشاء اللہ جلد ہی احباب کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(صوفی منور احمد، نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری)

بقیہ : یہ درد رہے گا بن کے دعا...

مساجد میں مولوی بھی مخالفت میں اعلان کر رہے ہیں۔

(۹) کھاریاں میں مورخہ ۲۶ جولائی ۸۹ء کو مسجد احمدیہ سے کلمہ طیبہ مٹانے کا مکروہ واقعہ ہوا۔ علاقہ مجسٹریٹ کرم الٰہی موقع پر موجود تھے جب کلمہ پینٹ سے مٹایا جا رہا تھا تو مٹانے والا جو کہ گلی کا ایک چوکیدار تھا اس سے رنگ والا ڈبہ زمین پر گر گیا اور تمام رنگ اس پر اور باقی زمین پر گر گیا۔ لیکن یہ لوگ پھر بھی باز نہ آئے اور پھر سپاہیوں نے سیڑھی پکڑی اور اس کو دوبارہ چڑھا دیا گیا۔ اس نے پھر یہ کام مکمل کیا۔ جن لوگوں نے اس کاروائی میں حصہ لیا ان کے نام درج ذیل ہیں :

۱۔ مرزا کرم الٰہی بیگ علاقہ مجسٹریٹ۔ اس نے بتایا کہ بیت النور راولپنڈی سے بھی کلمہ مٹانے کی نگرانی اس نے کی تھی۔
۲۔ راجہ محمد ریاض انسپکٹر S.H.O تھانہ کھاریاں
۳۔ چوہدری محمد فاروق سب انسپکٹر تھانہ کھاریاں
۴ بشارت احمد۔ سپاہی تھانہ کھاریاں
۵ گلزار بیگ نائب محرر تھانہ کھاریاں
۶۔ شاہ چوکیدار

بقیہ : ایک داعی الی اللہ کا تعارف

جوبلی سے اب تک ۳ مارک سے ۱۶ مارک تک کے تحائف کے ساتھ ۶، ترک فیملیوں، ۴۴ جرمن افراد جن میں ڈاکٹرز، اساتذہ، بینکرز شامل ہیں پیغام حق پہنچا چکا ہوں۔ اس کے علاوہ اب تک گیارہ قرآن مجید جرمن ترجمہ کے ساتھ اور اسلامی اصول کی فلاسفی (جرمن) اور دیگر کتب خود خرید کر تحفتہً پیش کر چکا ہوں۔

مکرم طاہر صاحب خدا کے فضل سے شعائر اسلامی کے پابند، کم گو بچوں کی تربیت کی فکر رکھنے والے اور دیوانہ وار دین کی تبلیغ کرنیوالے احمدی دوست ہیں۔ احباب جماعت ان کے لیئے خاص دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے جذبہ کو مزید بڑھائے اور ان کے ذریعہ ایک کثیر جماعت احمدیت میں داخل ہو۔ آمین۔

(عبد الشکور اسلم خان ، سیکرٹری تبلیغ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی فرانکفرٹ کے میئر سے ملاقات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ دورہ کے پروگرام کا ایک اہم حصہ صد سالہ جوبلی کے سال فرانکفرٹ کے میئر DR. HANS JÜRGEN MOOG سے ملاقات کرنا شامل ہے۔ اس ملاقات کے لئے ۱۵ ستمبر بروز جمعہ ۱۱ بجے کا وقت مقرر تھا۔ چنانچہ حضور اسی روز گیارہ بجے سے ذرا قبل فرانکفرٹ کے ٹاؤن ہال میں تشریف لائے۔ جہاں پر چیف پروٹوکول آفیسر مسٹر VOUS نے آگے بڑھ کر حضور کی کار کا دروازہ کھولا، اور حضور کے کار سے باہر تشریف لانے پر آپ کو خوش آمدید کہا۔ یہاں سے حضور مسٹر VOUS کے ہمراہ میئر کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ حضور کی آمد کی اطلاع ملتے ہی فرانکفرٹ کے میئر DR. MOOG حضور کو اپنے کمرے کے اس مخصوص حصہ میں لے گئے جہاں وہ اپنے معزز مہمانوں کو ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہو کر خوش آمدید کہتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر MOOG نے حضور انور کو مخاطب کر کے آپ کی فرانکفرٹ میں آمد پر آپ کو خوش آمدید کہا اور پھر فرانکفرٹ کا تفصیلی تعارف کرواتے ہوئے ان ACTIVITIES کا بطور خاص ذکر کیا جن کی بدولت فرانکفرٹ شہر دنیا میں نہ صرف خاص اہمیت حاصل کرتا جا رہا ہے بلکہ پوری دنیا کی نگاہوں کا مرکز بن چکا ہے اور اسی لئے اس شہر کی تقریباً ۲۵ فی صد آبادی غیر ملکیوں پر مشتمل ہے اور اس میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ محترم میئر نے کہا کہ جوں جوں فرانکفرٹ میں تجارت اور دیگر TRADES کا رجحان بڑھ رہا ہے غیر ملکیوں کی تعداد میں اضافہ ہونا لازمی بات ہے اور ہم ان غیر ملکیوں کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ اپنی اس مختصر تقریر کے آخر پر محترم DR. MOOG نے یادگار کے طور پر ایک سٹیل کی پلیٹ حضور اقدس کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی۔ اس خوبصورت پلیٹ پر فرانکفرٹ شہر کی اہم عمارات اور ٹاؤن ہال کی عمارت کندہ تھی۔ حضور نے شکریہ کے ساتھ اس پلیٹ کو قبول فرمایا۔

DR. MOOG کی تقریر کے جواب میں حضور نے مختصراً اسلام کا پیغام اور جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا۔ حضور نے فرمایا کہ بدقسمتی سے آج کل مغرب میں اسلام کا جو تصور پیش کیا جا رہا ہے اور خود اہل مغرب بعض مسلمان سیاسی راہنماؤں کے عملی کردار اور اقدامات کو اسلام کی تعلیم سمجھ بیٹھے ہیں جو کہ درست نہیں۔ اسلام محبت اور امن کا مذہب ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اصل اسلام ہے جس میں امن اور آپس میں باہمی محبت اور پیار اور حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔

احمدیت کے تعارف میں حضور نے فرمایا کہ احمدیت اور احمدیہ جماعت کو صرف پاکستان سے مخصوص کر دینا درست نہیں، جماعت احمدیہ دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں موجود ہے۔ اس میں دنیا کی مختلف قوموں اور ملکوں کے لوگ شامل ہیں اور مسلسل شامل ہو رہے ہیں ہر ملک میں ہماری تعداد میں پہلے سے اضافہ ہو رہا ہے۔

آخر پر حضور نے میئر فرانکفرٹ کا شکریہ ادا کیا اور قرآن کریم معہ جرمن ترجمہ اور اپنی کتاب "مذہب کے نام پر خون" کا انگریزی ترجمہ اور صد سالہ جشن تشکر کی یادگاری پلیٹ محترم میئر صاحب کو بطور تحفہ پیش کی۔

حضرت مولانا فقیر محمدّ خانصاحب کا ذکرِ خیر

عبدالحمید ۔ ربوہ

حضرت مولانا فقیر محمد خان صاحب کی زندگی بھی دنیا کے لئے ایک نمونہ تھی اور ان کی موت بھی دنیا کے لیئے ایک نمونہ تھی۔ آپ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل خاکسار مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمانے لگے، اگلے سال میری آپ سے ملاقات نہ ہو گی۔ میرے آقا کی خدمت میں میری وفات کی اطلاع دے دینا اور نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ میں میری نماز جنازہ غائب پڑھانے کی درخواست دے دینا۔

ان کے حکم کے مطابق خاکسار نے حضور کی خدمت میں اطلاع بھجوادی۔ ربوہ میں ان کی ہدایت کے مطابق خاکسار نے مکرم جناب ناظر صاحب اعلیٰ کی خدمت میں نماز جنازہ غائب ادا کرنے کے بارہ میں درخواست دے دی۔ ۲۷ جنوری ۸۹ء جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد مولانا فقیر محمد خان صاحب کی نماز جنازہ غائب ادا ہو گئی۔ اس سے قبل درہ شیر خان میں مولانا صاحب نے اپنی وفات سے چند روز قبل چیئرمین صاحب جو کہ غیر احمدی ہیں انہیں بلا کر کہا کہ میں اللہ کے فضل سے احمدی ہوں اور میری وفات کا وقت قریب ہے تو میری موت کے بعد آپ میری جماعت احمدیہ کوٹلی، گوئی بھابھڑہ اور آرام باڑی والوں کو اطلاع دے دیں۔ اور اپنے غیر احمدی بھائیوں سے کہا کہ اگر میری جماعت کا کوئی آدمی میری نماز جنازہ پر نہ آیا تو میری نماز جنازہ آپ لوگ ادا نہ کرنا بلکہ اسی طرح دفن کر دینا۔ اور میری فوتگی اور تدفین کی اطلاع میرے مرکز ربوہ میں دے دینا۔

مولوی صاحب کی وفات سے ایک دن قبل بھابھڑا اور آرام باڑی کی جماعتوں کے افراد مولانا صاحب کے پاس گئے تو مولانا نے فرمایا کہ آپ لوگ کل تیاری کر کے آنا دوسرے روز مولانا صاحب وفات پا گئے۔ عین وفات کے وقت آرام باڑی، بھابھڑہ اور کوٹلی کی جماعتوں کے افراد مکرم مربی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سربراہی میں مولانا کے پاس جا پہنچے۔ یہ منظر دیکھنے کے قابل تھا۔ دس ہزار غیر احمدیوں کی موجودگی میں جب جماعت احمدیہ کی تینوں جماعتوں کا وفد درہ شیر خان پہنچا تو مولانا کے غیر احمدی بھائیؑ نے یہ اعلان کیا کہ میرے بھائی جان مرحوم کے وارث احمدی ہیں میں جنازہ ان کے حوالے کرتا ہوں۔ احمدیوں نے فوراً غسل دیا، کفن پہنایا اور مولانا صاحب کے جسد خاکی کا سب کو آخری دیدار کروایا اور پھر جماعت ہائے احمدیہ کے افراد نے نماز جنازہ کھلے مقام پر ادا کر کے سپرد خاک کر دی۔

علاقہ درہ شیر خان کی آبادی ۲۵ ہزار افراد کے لگ بھگ ہے، علاقہ کے ہر فرد کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ مولانا صاحبؓ نے پوری زندگی میں ہر معاملہ میں قول اور فعل سے ایک نمونہ دنیا کو دکھایا۔ ۱۹۷۴ء میں مولانا صاحبؓ پر ایک ہیڈ ماسٹر نے ۹ سو لڑکوں کو ساتھ لے کر حملہ کیا۔ مولانا صاحب ان کے نرغہ میں تھے کہ ایک شخص اس جلوس میں سے ہی نمودار ہوا وہ شخص مسلح تھا اس نے پورے لشکر کو کہا کہ جو کوئی مولانا صاحب کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے آگے آئے گا اس کو فائر کر کے ختم کر دوں گا۔ اس شخص کا یہ کہنا ہی تھا کہ نوصد افراد کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔

اس کے بعد سردار اتفاق احمد خان نے راولپنڈی روانگی کے وقت مولانا کو پیغام دیا کہ آپ میری واپسی تک تائب ہو جائیں۔ یا جان بچانے کیلئے صرف مسلمان ہونے کا اعلان کر دیں۔ مولانا نے فرمایا مامور زمانہ آگیا ہے اور میں آپ کو مامور زمانہ کو ماننے کا کہتا ہوں اور میرا تو وہی عقیدہ ہے جو آپ مانتے ہیں، آپ کے بزرگ اور آپ کے علماء مانتے چلے آئے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ سردار صاحب! میرے تائب ہونے کا خیال دل سے نکال دیں۔

اسی موقعہ پر سردار اتفاق خان علاقائی چیئرمین نے اپنے ایک خاص آدمی کو کہا کہ میں حکومت کو لکھ کر دے چکا ہوں کہ درہ شیر خان کے علاقہ میں کوئی احمدی نہیں۔ اب آپ جا کر مولانا اور ان کے ساتھیوں کو بتا دیں کہ اگر آپ لوگ احمدیت سے تائب نہ ہوئے تو جوتیوں کے ہار ڈال کر ربوہ روانہ کر دیں گے، جب یہ پیغام مولانا کو پہنچا تو خوشی سے ان کی آنکھوں سے نکل آئے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اتفاق خان کو واپس آنا نصیب ہوا تو تب ہی ہار ڈالے گا خدا کی قدرت کہ ایک بسوں کی کمپنی کے مالک اور علاقہ کے رئیس کو راولپنڈی میں پیٹ کا درد ہوا اور ہولی فیملی ہسپتال میں تڑپ تڑپ کر فوت ہو گیا، بڑی مشکل سے اس کا جنازہ مل سکا اور جو تاریخ اس نے مولانا کو جوتیوں کا ہار پہنانے کی مقرر کی تھی اسی دن اس کا جنازہ درہ شیر خان پہنچا۔

حضور انور نے جب دعوت مباہلہ دی تو انہی دنوں مذکورہ ہیڈ ماسٹر اور اس کے تین ساتھیوں کی ایک شدید حادثہ نے جان لے لی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے درہ شیر خان میں احمدیوں کے خلاف ہر حربہ استعمال کیا لیکن ناکام رہے اور ہمیشہ ناکام رہیں گے انشاء اللہ

کارکنان شعبہ تبلیغ کا دورۂ میونخ اور

ایک داعی الی اللہ کا تعارف

خاکسار کو ماہ ستمبر کے پہلے عشرہ میں میونخ جانے کا اتفاق ہوا۔ مکرم بشارت احمد صاحب محمود مبلغ سلسلہ میونخ نے اپنے ریجن کی جملہ جماعتوں کے پریذیڈنٹ صاحبان کے لئے ایک ریفریشر کورس ترتیب دیا ہوا تھا جس کا مقصد عہدیداران کو نہ صرف اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا تھا بلکہ ایسے طریق طے کرنے تھے جن سے وہ ان ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کر سکیں۔ چنانچہ یہ ریفریشر کورس ۹ اور ۱۰ ستمبر کو مسجد "المہدی" میں منعقد ہوا اور جماعت کے مختلف شعبہ جات کے پروگرام زیر بحث آئے۔ اور مقامی حالات کے لحاظ سے جملہ کاموں میں شدت پیدا کرنے کیلئے پروگرام تجویز ہوئے۔ خدا کے فضل سے یہ ریفریشر کورس ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

خاکسار اور محمد صفدر رانا صاحب نے شعبہ تبلیغ اور داعیان الی اللہ کی ذمہ داریوں کے بارہ میں عہدیداران کو توجہ دلائی۔ خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات دربارہ جرمنی پڑھ کر سنائے۔ اور انہیں یاد دلایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے جرمنی میں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ہم پر ڈالی ہے۔ اب ہم میں سے ہر دوست کا فرض ہے کہ وہ اپنے قول اور فعل سے احمدیت کے پیغام کو مغربی جرمنی میں بسنے والی جملہ اقوام تک پہنچائیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق کہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

پس ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم اس پیغام کو کمال حکمت اور حسن تدبیر سے دوسروں تک پہنچا دیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی ارشاد کے مطابق کہ ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

آپ دیکھیں گے کہ سعید فطرت رُوحیں کس تیزی سے اس دروازے میں داخل ہوتی ہیں۔ پس دعا، حکمت اور حسن تدبیر سے اللہ تعالیٰ کے اس آخری پیغام کو دوسروں تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے اور یہی ایک داعی الی اللہ کا کام ہے۔ چنانچہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک داعی الی اللہ مکرم عزیز احمد صاحب طاہر (اور باخ) سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مکرم طاہر صاحب ۱۹۷۸ء میں جرمنی میں آئے۔ کچھ عرصہ فرینکفرٹ کے علاقہ میں قیام رہا پھر وہ SCHWANDDORF کی جماعت سے منسلک رہے۔ وہاں پر سیکرٹری مال کی حیثیت سے کام کرنے کی توفیق ملی۔ یورپین مجالس خدام الاحمدیہ نے جب پندرھویں صدی کے آغاز پر دو مساجد تعمیر کرنے کیلئے فنڈ اکٹھا کرنے کی جو ذمہ داری قبول کی تھی اس میں شوان ڈورف کی مجلس نے اپنے ٹارگٹ سے زائد وصولی کی اور ۱۵۵ فیصد وصولی کرتے ہوئے پورے جرمنی میں اول رہے جس کا ذکر اخبار احمدیہ میں اس طرح ہوا " اول جماعت احمدیہ شوان ڈورف ٹارگٹ کا ۱۵۵ فیصد وصولی"۔

مکرم طاہر صاحب بتاتے ہیں کہ اس وقت تبلیغ کے لئے خاص جوش و خروش نہیں پایا جاتا تھا۔ البتہ ۱۹۸۳ء میں جب ہر احمدی کو "کم از کم ایک احمدی بنانے کا ٹارگٹ" دیا گیا تو انہوں نے تبلیغ کے لئے پہلی بار نام پیش کیا۔ گو اس وقت جھجک بہت زیادہ تھی اور جرأت میں کمی تھی، لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سوال و جواب کی کیسٹیں ملیں تو اس وقت خاص توجہ پیدا ہوئی اور پھر حضور کے خطبات کی کیسٹس کے ذریعہ اس میں شدت پیدا ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۸۴ء میں داعی الی اللہ کی حیثیت سے نام لکھوایا اور پھر احمدیت کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے کمر ہمت کس لی۔ سب سے پہلے اپنے جرمن ساتھی کو پیغام پہنچایا اور گھر پر بلایا پھر اسٹال لگانے شروع کئے۔ اس دوران ترکوں میں تبلیغ کرنے کی رغبت پیدا ہوئی۔ میرے اس سوال پر کہ آپ احمدیت کی تبلیغ کس طرح کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ عمومی طور پر اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو گھر پر بلاتا ہوں۔ غیر از جماعت دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو سے خاص اثر لیتے ہیں۔ پھر کتب کے ذریعہ پیغام دیتا ہوں اور دلائل سے قائل کرتا ہوں۔ جلسہ سالانہ کے مواقع پر اکثر غیر از جماعت دوستوں کو لے کر آتا ہوں ۱۹۸۹ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک جرمن اور تین ترک دوست لیکر آیا تھا۔ ترک دوستوں کا تاثر یہ ہے کہ صحیح اسلام کی تصویر جماعت احمدیہ میں پائی جاتی ہے

(باقی صہ 39 پر)

اعلانات

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مغربی جرمنی کی جملہ جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو اپنے اپنے ہاں حسب توفیق شان و شوکت سے جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کریں، اس موقعہ پر غیر از جماعت دوست جو مختلف ادیان سے تعلق رکھتے ہوں ان کو بھی مدعو کریں۔ اور اگر ممکن ہو تو ان میں سے صاحب علم دوستوں کو موقعہ دیں کہ وہ بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر خطاب کریں۔ اپنے پروگرام کا ہر پہلو سے جائزہ لیں کہ وہ ہر لحاظ سے قابل عمل ہو۔ اس لئے پروگرام کو مفید اور دلچسپ بنائیں۔ ان جلسوں کے انعقاد کے بعد فوری طور پر رپورٹ ارسال کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(عبد الشکور اسلم خان ـــــ نیشنل سیکرٹری تبلیغ)

توجہ فرمائیں

معزز صدران و سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ مغربی جرمنی

آپ نے جون۔ جولائی ۸۹ء کا اخبار احمدیہ ملاحظہ کیا ہوگا۔ اور اس کے صفحہ ۴۹ پر "آمد کی تعریف" سے متعلق جو وضاحت کی گئی ہے، اپنی جماعت کے ہر فرد پر اس کے بارہ میں واضح کر دیا ہوگا۔ اس وضاحت کے بعد کسی بھی فرد جماعت کو چندہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں اپنی آمدنی سے متعلق غلط فہمی نہیں رہنی چاہئے۔

(۱) اگر آپ نے رواں سال یعنی جولائی ۸۹ء سے جون ۹۰ء تک کا انفرادی تشخیص بجٹ ابھی تک نہیں بھجوایا تو براہ کرم آمد کی اس وضاحت کی روشنی میں جلد از جلد تیار کر کے بھجوا دیں۔ اگر پہلے بھجوا چکے ہیں اور وضاحت کے بعد کسی فرد کی آمدنی کے بارہ میں کمی بیشی کا علم ہوا ہے تو تتمہ بجٹ تیار کر کے بھجوائیں۔

(۲) اگر آپ کی جماعت کا کوئی فرد چندہ ادا نہیں کر رہا یا کم شرح سے ادا کرتا ہے اور اس نے محترم امیر صاحب کی وساطت سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اجازت بھی نہیں لی تو ان کے نام، پتہ اور فون نمبر سے خاکسار کو بھی مطلع فرمائیں، لیکن خیال رہے ان کا بجٹ ہر صورت میں صحیح آمدنی پر ہی بنائیں چندہ کی وصولی کے سلسلہ میں ہر ممکن ذرائع اختیار کریں۔ کوشش اور جدوجہد جاری رکھیں۔

(۳) آپ کو شائد علم ہوگا بعض افراد اور ان کے اہل و عیال کی آمدنی میں یکم جولائی سے کچھ اضافہ ہوا ہے، بجٹ بناتے وقت اور چندہ کی وصولی کے وقت اس امر کو بھی مدنظر رکھیں۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے۔

(منظور احمد خان، نیشنل ایڈیشنل سیکرٹری مال، مغربی جرمنی)

چوتھا یوم تبلیغ

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کا چوتھا یوم تبلیغ انشاء اللہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو منایا جائے گا اس دن کو کامیاب طریق سے منانے کیلئے جماعتی پروگرام ترتیب دیں۔ مجلس عاملہ یا اجلاس عام میں دوستوں کے مشورہ سے قابل عمل پروگرام بنائیں۔ کوشش کریں کہ احمدیت کا پیغام حکمت و دانائی سے غیر از جماعت دوستوں تک پہنچے تاکہ سعید الفطرت لوگ جلد اسلام میں داخل ہوں۔ اپنے دن کا آغاز خصوصی دعاؤں سے کریں، جہاں ممکن ہو سٹال لگائیں، لٹریچر تقسیم کریں، اجتماعی اور انفرادی تبلیغی نشستیں منعقد کریں۔ ذاتی خطوط لکھیں، آڈیو ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ پیغام حق پہنچائیں۔ اس دن کی رپورٹس فوری طور پر ارسال کریں۔ مثالی رپورٹس اخبار احمدیہ میں برائے اشاعت پیش کی جائیں گی ـــــ (نیشنل سیکرٹری تبلیغ)

مجاہدین تحریک جدید دفتر اول کے
کھاتہ جات زندہ کیجئے

اگر آپ کے بزرگوں میں سے کوئی مجاہدین تحریک جدید دفتر اول میں تھے تو برائے مہربانی ان کی طرف سے ماہانہ ۲ تا ۵ مارک چندہ دیں اور حضور اقدس کے ارشادات کی روشنی میں کھاتہ جات زندہ کیجئے۔ اپنے بزرگوں کا نام اور جس جماعت میں تھے ۱۹۳۴ تا ۱۹۵۳ء تک کی تفصیلات شعبہ تحریک جدید کو ارسال کر دیں تاکہ لسٹ حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کی جا سکے۔ بہت سے احباب اپنے بزرگوں کا تحریک جدید کا چندہ دے رہے ہیں مگر شعبہ تحریک جدید کو کوائف سے مطلع نہیں کیا۔ تمام جماعتوں کو فارم ارسال کر دیا گیا ہے صدر صاحب جماعت سے حاصل کر کے جلد از جلد پُر کر کے ارسال فرمائیں۔ مرکز ربوہ کی ہدایت ہے کہ اس مسئلہ کو اولین فرصت میں اہمیت دیں۔

(نیشنل سیکرٹری تحریک جدید)

درخواست دعا

مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج مغربی جرمنی و نگران اخبار احمدیہ کی اہلیہ صاحبہ محترمہ گذشتہ دو ماہ سے شدید بیمار چلی آرہی ہیں اور آجکل امریکہ کے ایک ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ ڈاکٹروں نے انہیں آکسیجن لگائی ہوئی ہے، گذشتہ دنوں ان کا آپریشن بھی ہو چکا ہے۔

احباب جماعت سے دردِ دل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محترمہ کو جلد اور مکمل شفایابی عطا فرمائے۔ آمین۔

- ادارہ -

خاکسار کے بہنوئی مکرم و محترم سردار فضل الٰہی صاحب ڈوگر آف BADOLDESLOE گذشتہ کئی ہفتوں سے شدید علیل چلے آرہے ہیں۔ ڈاکٹروں نے تلی (SPLEEN) نکالنے کا آپریشن (SPLENECTOMY) تجویز کیا ہے۔ احباب جماعت سے آپریشن کی کامیابی، نیز ان کی جلد اور مکمل صحت یابی کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ (ضیاء الحسن شاکر۔ ہائیڈل برگ)

ایک ضروری اطلاع

فرانکفرٹ (بونامیس) میں جماعت نے جو ہال کرایہ پر لیا ہے تقریباً تمام نیشنل دفاتر وہاں منتقل کیئے جا چکے ہیں۔ احباب جماعت اس جگہ کا مکمل پتہ اور فون نمبرز نوٹ فرمالیں:

پتہ: GENFER STR. 12
6000 FRANKFURT / M

نیشنل امیر جماعت	فون نمبر	069 5077061
نیشنل شعبہ مال	فون نمبر	069 5077024
نیشنل لجنہ اماء اللہ	فون نمبر	069 507705
نیشنل مجلس خدام الاحمدیہ	فون نمبر	069 5077099
نیشنل مجلس انصار اللہ	فون نمبر	069 5077034
سٹی پریذیڈنٹ فرانکفرٹ	فون نمبر	069 5077006

مبشر احمد باجوہ۔ نیشنل جنرل سیکرٹری

آمین

(۱) مکرم کریم احمد صاحب آف FRANKFURT کے بیٹے عزیزم حسنات احمد نے ۴ سال ۲ ماہ کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور ختم کر لیا ہے۔ حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ نے ازراہ شفقت حسنات احمد کا ختم قرآن کروایا اور دعا کروائی۔

(۲) مکرم نثار احمد صاحب آف WEISENHEIM کے بیٹے عزیزم ابرار احمد نے ۵ سال ۷ ماہ کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ اسی طرح کئی سورتیں اور بہت سی دعائیں بھی یاد کر لی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزان کو قرآن کریم سے وابستہ برکتوں سے فیضیاب ہونیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ولادت

(۱) مکرم رفیق احمد صاحب آف FRENKENBERG کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام صدف رفیق رکھا گیا ہے۔ نومولود تحریک وقفِ نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۲) مکرم عبد القبور صاحب ثاقب آف JOSSGRUND کے بڑے بھائی مکرم عبد الغفور صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۵۔ جولائی ۱۹۸۹ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام عابد مظفر تجویز کیا گیا ہے۔

احباب سے بچوں کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور نیک صالح اور خادم دین بننے کے لیئے دعا کی درخواست ہے۔

دعائے مغفرت

(۱) مکرم عبد القبور صاحب ثاقب آف JOSSGRUND کی نانی جان محترمہ بعمر ۹۰ سال اور ماموں جان محترم بعمر ۴۵ سال بالترتیب دس جولائی اور ۱۸۔ جولائی ۱۹۸۹ء کو "الٹر" ضلع سیالکوٹ میں انتقال کر گئے ہیں۔

(۲) مکرم انیس احمد صاحب آف HANNOVER کا پہلا بیٹا بعمر ڈیڑھ ماہ قضائے الٰہی سے وفات پا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہنامہ **اخبار احمدیہ** جرمنی

"صد سالہ جوبلی نمبر" کے بارہ میں

قارئین کے تأثرات

● روزنامہ "الفضل" ربوہ اپنی ۲۷ جون ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :

"یوں تو جتنے بھی جوبلی نمبر اب تک سامنے آئے ہیں وہ نہایت خوبصورت اور افادیت کے لحاظ سے ذہن و دل کو مطمئن کرنے والے ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اخبار احمدیہ مغربی جرمنی کا جوبلی نمبر مضامین کے لحاظ سے نہایت بھرپور ہے۔ اور داعیان الی اللہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں گے تصاویر نہایت دیدہ زیب اور معنی خیز ہیں۔

ایسے سوونیئر کے متعلق یہی خواہش کی جا سکتی ہے کہ اسے ہر احمدی گھرانے تک پہنچایا جائے۔ شائد یہ ممکن نہ ہو لیکن ہماری خواہش بہرحال یہی ہے کہ ایسا خوبصورت اور معنی خیز اور مفید سوونیئر ہر احمدی گھرانے میں موجود ہونا چاہیئے۔ ہم اس سوونیئر کو ترتیب دینے والے طبع کرانے والے اور شائع کرانے والے تمام حضرات کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہیں"۔

═══

● ایڈیشنل ناظر دعوۃ تبلیغ قادیان تحریر فرماتے ہیں :

"ماہنامہ اخبار احمدیہ مغربی جرمنی کا جشن تشکر نمبر موصول ہوا اس ماہنامہ کی سٹینگ، مضامین کی خوبصورت انداز میں پیشکش، کتابت وغیرہ امور دیکھ کر دل کی گہرائیوں سے ایڈیٹر مغفور احمد صاحب، کاتب وسیم احمد صاحب اور جنہوں نے بھی اسکی ترتیب میں حصہ لیا ہے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے"۔

═══

● مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد تحریر فرماتے ہیں :

"ماہنامہ اخبار احمدیہ کا جشن جوبلی نمبر دیکھا۔ مبارک ہو بہت عمدہ پیشکش ہے"۔

═══

● مکرم محمد سعید صاحب مربی سلسلہ کینیڈا تحریر فرماتے ہیں :

"اخبار احمدیہ جرمنی کا نہایت ہی خوبصورت، دیدہ زیب اور اعلیٰ پایہ کا خاص نمبر موصول ہوا (فجزاکم اللہ)۔ بہت بہت کوشش اور محنت کی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اس قدر شاندار خصوصی نمبر کی اشاعت پر مبارک باد قبول فرمائیں۔ مکرم و محترم مولانا نسیم مہدی امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے بہت ہی پسند کیا ہے، برائے مہربانی بیس کا پیاں ارسال کر دیں"۔

═══

● مکرم شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ سے اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"ابھی ابھی اخبار احمدیہ، ماہنامہ مغربی جرمنی کا خاص نمبر / جشن تشکر نمبر ملا۔ آپ کی اس قابل قدر، دیدہ زیب، اعلیٰ ترتیب و تدوین کے ساتھ خاص نمبر کے شائع کرنے پر دلی مبارک باد۔ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

ممنون ہوں گا اگر فی الحال ۲۵ کاپیاں ارسال فرما دیں۔ جزاکم اللہ"

═══

● ماریشس کے مبلغ سلسلہ مکرم سید حسین احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"اخبار احمدیہ کا صد سالہ نمبر موصول ہوا۔ جزاکم اللہ۔ پرچہ بہت دیدہ زیب اور عمدہ ہے۔ برائے مہربانی دس کاپیاں مزید ارسال کر دیں"۔

═══

● مکرم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر ربوہ سے تحریر فرماتے ہیں :

"جوبلی نمبر اخبار احمدیہ موصول ہوا۔ اس شاندار نمبر کی کامیاب ادارت اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بار بار دیکھا، پڑھا اور سوچا کہ اس سے کس کس رنگ میں استفادہ کیا جائے۔ ہمارے لیئے دعوت الی اللہ کیلئے بھی مفید ثابت ہوگا، اور اسی غرض سے اگر دو تین کاپیاں مزید بھجوا سکیں تو ممنون ہونگا"۔

چھٹے سالانہ یورپئن اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ منعقدہ 15 تا 17 ستمبر 1989 کے چند تصویری مناظر

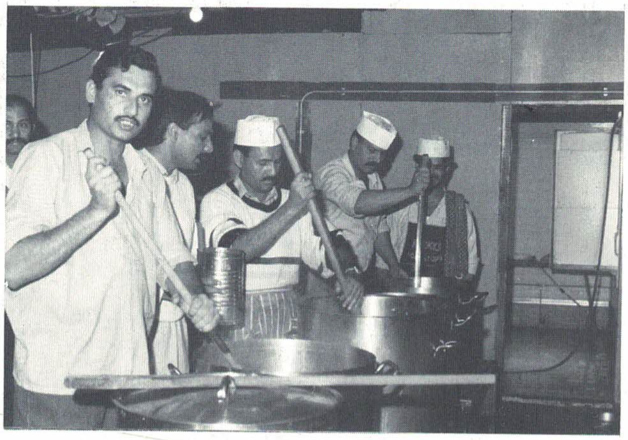

Herausgeber: Ismail Noori · Verlag: DER ISLAM · Nuur Moschee · Babenhäuser Landstraße 25
D-6000 Frankfurt/M. · Tel. 0 69/68 14 85 · Telex 41 61 87 islam d · Telegr.-Adr.: »ISLAM« Frankfurt/M.